دلکش بحث و مباحثہ

غیر مقلدین و رضاخانی علماء کیساتھ

حصہ اول

تقریظ

فاتح آسام حضرت اقدس مفتی محمد راشد صاحب اعظمی مدظلہ

استاذ دار العلوم دیوبند

جناب مولانا محمد عرفان صاحب

تالیف

توفیق احمد مہراج گنجی



مکتبہ توفیقیہ دیوبند

9045216106, 9598265122

فہرست مضامین

عرضِ مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرات بھی [illegible] معاف فرمائیں۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] (محبت [illegible])
[illegible] آپ حضرات دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible] والسلام [illegible] وما توفیقی الا باللہ

[illegible]

[illegible]

موبائل نمبر 9045216106

تقریظ

از [illegible] حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب [illegible]

[illegible]

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امّا بعد [illegible]

[illegible]

[illegible] آمین

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقلید

غیر مقلد: قرآن میں ہے: اطیعو االله واطیعوا الرسول.

ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی تم حنفی امام ابوحنیفہ کی تقلید اور اپنے بڑوں کی تقلید کیوں کرتے ہو جب قرآن نے اللہ اور رسول کی تقلید کرنے کو کہا ہے۔

سنی: ہم قرآن کی بھی تقلید کرتے ہیں حدیث کی بھی تقلید کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ علماء کی بھی تقلید کرتے ہیں کیونکہ علماء کی تقلید کا حکم بھی اللہ تعالی نے ہی دیا ہے اگر آپ نے پوری آیت پڑھی ہوتی تو اسکا بھی ثبوت آپ کو نظر آتا چنانچہ ،، اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ،، کے آگے ،، واولی الامر منکم ،، ہے اور اس سے مراد علماء مجتہدین ہیں اور دوسری جگہ قرآن میں ہے ،، فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ،، علماء سے پوچھو اگر تم کو معلوم نہیں ا تو دیکھئے یہاں صاف لفظوں میں علماء کی تقلید کرنے کو کہا جا رہا ہے۔

غیر مقلد: جب قرآن میں اللہ نے کہا ہے کہ ،، ولقد یسرنا القرآن ،، ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے ،تو ہر کوئی اسکا ترجمہ پڑھ کر اس پر عمل کر سکتا ہے کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

سنی: یسرنا القرآن کے آگے للذکر (پڑھنے کے لیے) ہے نہ کہ للفہم (سمجھنے کے لیے) اور پڑھنے کے لیے آسان ہے یہ تو ہم بھی مانتے ہے دیکھو چھ سال کا بچہ حافظ قرآن ہو جاتا ہے اور پورے قرآن کو زبانی سنا دیتا ہے لیکن پورے قرآن کا مطلب بیان کر دے ایسا آج تک نہیں ہوا پورا قرآن تو دور کی چیز ہے قرآن کے پہلے لفظ الحمد میں الف لام کون سا ہے عہد ذہنی کا یا خارجی یا استغراقی یا تعریفی کا یہ بھی معلوم نہیں ہوتا ۔دوسری بات یہ ہے کہ قرآن میں بہت سی آیتیں ایسی ہیں کہ صرف پڑھی جاتی ہیں مگر انکا حکم

ختم ہو گیا اب ایک ترجمہ پڑھنے والے کو کیسے معلوم ہو گا کہ کون سی آیت کا حکم ختم ہو گیا اور کون سی کا باقی ہے اور حدیث میں بھی بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہیں کہا گیا ہے کہ کرو اور کہیں کہا گیا ہے کہ نہ کرو اب کون سا صحیح ہے اور کون سا غلط یا دونوں صحیح ہے ایک ترجمہ پڑھنے والے کو کیسے معلوم ہو گا مثلاً حدیث شریف میں ہے امی عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے ایک کوڑے کے پاس کھڑے ہو کر پیشاب کیا اور دونوں حدیثیں صحیح ہیں امی عائشہ کی حدیث گھر کے سلسلے میں محمول ہو گی اور دوسری حدیث گھر کے باہر لیکن ایک ترجمہ پڑھنے والا یہ بات کیسے سمجھے گا کہ دونوں صحیح ہے وہ تو دونوں میں ایک کو غلط ہی سمجھے گا۔ قرآن میں ،، لاتقربو الصلوٰۃ وانتم سکاری ،، (پ۵ ، نساء ۴۳)

ترجمہ: نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ!

اس آیت کے ظاہر سے پتہ چلتا ہے کہ صرف نماز کی حالت میں شراب پینے سے منع کیا گیا ہے باہر کی زندگی میں منع نہیں ہے اور دوسری جگہ قرآن میں مطلق شراب کو حرام کہا گیا ہے یعنی نماز کی حالت میں بھی اور نماز کے باہر بھی تو ایک آیت سے پتہ چلتا ہے کہ صرف نماز کی حالت میں شراب حرام ہے باہر نہیں اور دوسری آیت سے نماز کی حالت اور باہر دونوں صورتوں میں شراب حرام ہے پتہ چلتا ہے اور صحیح دوسری آیت کا حکم ہے پہلی آیت کا حکم ختم ہو گیا ہے اب یہ بات ایک ترجمہ پڑھنے والے کو کیسے پتہ چلے گی کہ کون سی آیت کا حکم ختم ہے اور کون سی آیت کا باقی ہے ایسے ہی بہت سی حدیثیں ضعیف اور موضوع ہیں اور بہت سی آیتوں کا حکم ختم ہو گیا ہم نے صرف مثال کے طور پر دو ذکر کی ہے اب بتاؤ یہ چیزیں ایک ترجمہ پڑھنے والے کو کیسے معلوم ہو گی کہ کونسی صحیح اور کون ضعیف کس کا حکم باقی ہے کس کا حکم ختم ہو گیا ہے۔ میرے بھائی آج تک ایک ڈاکٹر بغیر کسی سے پڑھے ڈاکٹر نہیں ہوا اور کوئی خود سے انجینئر کی کتاب پڑھنے سے انجینئر نہیں ہوا کوئی ٹیلر بغیر کسی ماسٹر سے سیکھے ٹیلر نہیں ہوا

بلکہ الف بھی بغیر کسی کے پڑھائے خود سے کسی انسان نے نہیں پڑھا اور دنیا کا ہر کام کرنے والا انسان بغیر کسی سے سیکھے وہ کام کرنے والا نہیں ہوا تو ایسے کیسے ایک آدمی ترجمہ پڑھ کر خود سے مطلب کیسے سمجھ جائیگا؟ اگر قرآن وحدیث اتنا ہی آسان ہے جتنا کہ آپ سمجھ رہے ہیں تو اللہ نے کیوں کہا کہ علماء سے پوچھو اگر تم کو معلوم نہیں! یہ کیوں نہیں کہا کہ اگر معلوم نہ ہو تو ترجمہ کلام پاک پڑھ لیا کرو بہر حال اللہ نے جو قرآن کو آسان کیا ہے وہ یاد کرنے کے اعتبار سے ہے نہ کہ سمجھنے کے اعتبار سے اگر آپ نزدیک سمجھنے کے اعتبار سے بھی ہے تو کیوں نحو صرف پڑھتے ہو قرآن کو سمجھنے کے لئے اور کیا ضرورت آٹھ سال پانچ سال مدرسہ میں لگانے کی خود تو بغیر تشریح پڑھے ایک لفظ بھی نہیں سمجھتے اور عوام کو حکم دیتے ہو ترجمہ پڑھو اور قرآن سمجھو! جب کہ تقلید کی کتنی ضرورت ہے اس سلسلے میں آپ کے مولانا حسین صاحب نے لکھا ہے کہ پچیس برس کے تجربہ کے بعد ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ کم علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کا انکار کر بیٹھتے ہیں وہ بالآخر میں اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ ۔ (سبیل الرشاد ص ر ۱۲)

غیر مقلد : مجتہد تو صحابہ بھی تھے پھر چاروں اماموں کی ہی تقلید کیوں؟ کیا امام صاحب صحابہ سے افضل ہیں؟

سنی: صحابہ کرام یقیناً ائمہ اربعہ سے بدرجہاں افضل ہیں ائمہ اربعہ کی تقلید کی وجہ یہ نہیں کہ ان کو صحابہ سے افضل سمجھا جاتا ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ ان کے زمانے میں سارے مسائل لکھے ہوئے نہ تھے اگر آپ کسی ایک ادنیٰ صحابی کا بھی سارے مسائل اصول وفروع کے ساتھ دکھادو خدا کی قسم ہم آج سے ہی امام ابوحنیفہ کی تقلید چھوڑ کر انکی تقلید کرنے کو تیار ہیں۔

غیر مقلد: جب چاروں امام حق پر ہیں تو کوئی بھی مسئلہ کسی بھی امام سے لے لیا جائے کسی ایک ہی شخص کی تقلید کو کیوں واجب کہا گیا؟

سنی : خواہش نفس سے بچانے کے لئے مثلاً امام صاحب کے نزدیک عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور امام شافعیؒ کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے اب ٹھنڈک کے موسم میں ایک آدمی نے اپنی بیوی کو چھولیا اور بیوی کو چھونے سے امام شافعیؒ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے تو یہ آدمی امام صاحب کی کی تقلید کرے گا کیونکہ ٹھنڈک میں وضو کرنے کا دل نہیں کرتا اور امام صاحب کے نزدیک نہیں ٹوٹتا اب پھر اسی آدمی کو ٹھنڈک کے موسم میں منہ بھر کے قے ہوگئی اور امام صاحب کے نزدیک منہ بھر کے قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے امام شافعیؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا تو اب یہی آدمی جس نے پہلے مسئلہ میں امام صاحب کی تقلید کی تھی وہ یہاں پہ آکر امام صاحب کی تقلید چھوڑ کر امام شافعیؒ کی تقلید کرے گا کیونکہ اب اسکو امام شافعیؒ کے کے مسئلہ میں آسانی مل رہی ہے اسی طرح سیکڑوں مسائل ہیں امام صاحب کے نزدیک کچھ ہے اور امام شافعیؒ کے یہاں کچھ اور ہے امام احمدؒ اور حنبلؒ کے نزدیک کچھ ہے تو اب ہر آدمی وہی مسئلہ ڈھونڈھے گا جس میں اسکو آسانی ہو اور جہاں اُسکو اپنے نفس کے موافق بات ملے گی اسی پر عمل کریگا اور باقی کو چھوڑ دے گا تو اس طرح دین ایک مذاق اور کھیل بن کر رہ جاتا تو اسی خواہش نفس سے بچانے کے لئے تقلید شخصی کو واجب قرار دیا گیا ہے۔

غیر مقلد: اس واجب کا ثبوت قرآن وحدیث میں کہاں ہے؟

سنی: یہ واجب لذاتہ نہیں بلکہ واجب لغیرہ ہے اور ثبوت قرآن وحدیث سے واجب لذاتہ کا ہوتا ہے نہ کہ واجب لغیرہ کا مثلاً مدرسہ قائم کرنا قرآن وحدیث میں کہیں نہیں کہا گیا بلکہ دین کی حفاظت اور اسکی اشاعت کو واجب کہا گیا ہے اور دین کی حفاظت کے لئے مدرسہ کے قیام کو ضروری قرار دیا گیا کیونکہ اسکے بغیر دین کی حفاظت کیسے ہوگی تو مدرسہ کے قیام کا واجب ہونا کسی دوسرے کی وجہ سے واجب ہوا ہے اسی طرح تقلید شخصی دوسرے کی وجہ سے واجب ہوئی ہے اور وہ ہے خواہش نفس کی اتباع سے بچنا تو جس طرح دین کی حفاظت کے لئے مدرسہ کا قیام ضروری ہوا حالانکہ اس کا واجب ہونا قرآن وحدیث میں

نہیں ہے اسی طرح تقلید شخصی جو واجب ہوئی ہے وہ فی نفسہ نہیں ہے بلکہ خواہش نفس کی وجہ سے لغیرہ ہے بہر حال واجب لذاتہ کا ثبوت قرآن وحدیث میں ہوتا ہے نہ کہ واجب لغیرہ کا اور ہم تقلید شخصی کو واجب لغیرہ مانتے ہیں لہٰذا آپ کو اسکا ثبوت قرآن وحدیث سے مانگنے کا حق ہی نہیں ہے اگر ہم واجب لذاتہ کہتے تو آپ کو یہ حق حاصل ہوتا ہے۔

غیر مقلد: چاروں اماموں میں سے ایک کی تقلید کرنے پر کی تین چوتھائیاں ہم سے چھوٹ جاتی ہے تو پھر دین کا پورا ثواب کیسے ملے گا۔

سنی: جس طرح سات قرأتوں میں ایک قرأت پڑھنے والوں کو پورا ثواب ملتا ہے۔

غیر مقلد: یہ ظاہر ہے کہ چاروں اماموں کے مذاہب میں حلال وحرام کا فرق ہے پھر ان چاروں کو برحق ماننے کا کیا معنی ایک امام ایک چیز کو حرام کہے اور ہم کہیں کہ وہ حق ہے دوسرا امام اسی چیز کو حلال کہے تو بھی ہم کہیں کہ وہ حق ہے یہ کیا اندھیرا ہے ذرا تفصیل سے سمجھائیے!

سنی: جس طرح انبیاء کرام کے شریعتوں کے درمیان حلال وحرام کا فرق ہے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں بہن اور بھائی سے شادی کرنا جائز اور حلال تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں حرام ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی شریعت میں سجدہ تعظیمی جائز اور حلال تھا اور ہماری (شریعت محمدی ﷺ) میں حرام ہے لیکن ہم اتنا بڑا فرق ہونے کے باوجود آدم کی شریعت اور یوسف کی شریعت کو غلط نہیں مانتے بلکہ ہم اقرار کرتے ہیں،، آمنت باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ،،

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر اور اسکی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر! ہماری شریعت (شریعت محمدی) اور پچھلے انبیاء کے شریعت میں حلال وحرام کا فرق ہونے کے باوجود جیسے ہم ان پچھلے انبیاء کی کتابوں کو اور ان انبیاء کے حق ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن پھر بھی ہم عمل

اپنی ہی شریعت پر کرتے ہیں تا کہ دوسرے انبیاء کی شریعت پر ایسے ہی ہم تقلید امام ابوحنیفہ کی کرتے ہیں لیکن انکے علاوہ تینوں اماموں کو بھی برحق مانتے ہیں اور حق ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

غیر مقلد: اگر تقلید واجب ہے تو امام ابوحنیفہ کس کی تقلید کرتے تھے؟

سنی: یہ ایسی جہالت کا سوال ہے جسکو کوئی پڑھا لکھا تو کر نہیں سکتا صرف ایک جاہل ہی کر سکتا ہے کیونکہ یہ ایسی ہی جہالت کا سوال ہے جیسے کوئی جاہل کہے کہ اگر مقتدی پر امام کی اقتدا واجب ہے تو امام پر مقتدی کی اقتداء کیوں واجب نہیں؟

کوئی باغی کہے رعایا پر حاکم کی تقلید واجب ہے تو حاکم پر رعایا کی تقلید کیوں واجب نہیں؟ کوئی مریض کہے اگر مجھے آپریشن کرانا لازم ہے تو ڈاکٹر پر کیوں آپریشن کرانا لازم نہیں ہے؟ ظاہری بات ہے یہ سوال بے کار ہے کیونکہ امام، حاکم، اور ڈاکٹروں پر دوسروں کی اقتدا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ دوسرے پر ان کی اقتداء کرنا ضروری ہے ایسے ہی امام ابوحنیفہ پر کسی کی تقلید واجب نہیں کیونکہ وہ مجتہد ہیں ہاں دوسرے لوگوں پر ضروری ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ کی تقلید کریں۔

سنی: اگر تقلید کرنا آپ کے یہاں شرک ہے اور تقلید کرنے والے مشرک ہیں تو پھر آپ کو حرمین میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے کیونکہ جو وہاں نماز پڑھاتے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی کی تقلید کرتے ہیں چاہے امام شافعی یا امام احمد بن حنبل کی یا کسی اور کی آپ کے عقیدے کے اعتبار سے یہ مشرک ہوئے تو آپ مشرک کے پیچھے نماز کیوں پڑھتے ہو؟

غیر مقلد: بغیر جانے بوجھے چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا کیا یہ اندھی تقلید نہیں ہے؟

سنی: افسوس ان بے چاروں کو اندھی تقلید کا معنی بھی نہیں آتا اندھی تقلید تو اسے کہتے ہیں کہ اندھا اندھے کے پیچھے چلے تو دونوں کسی گڑھے میں گر جائیں یہ اندھی تقلید ہے اور اگر اندھا آنکھ والے کے پیچھے چلے تو وہ آنکھ والا اس اندھے کو بھی اپنی آنکھ کی برکت سے ہر

گڑھے سے بچا کر لے جائے گا اور منزل تک پہونچا دے گا چاروں امام معاذ اللہ اندھے
نہیں عارف بصیر ہیں البتہ اندھی تقلید ان کے یہاں ہے کہ خود بھی اندھے ہیں اور ان کے
پیشوا بھی اجتہاد کی آنکھ نہیں رکھتے۔ (تجلیات صفدر)

غیر مقلد: تقلید کا لفظ تو پورے قرآن میں نہیں ہے تو پھر آپ تقلید کیوں کرتے
ہو؟

الزامی جواب: آپ توحید کو مانتے ہیں۔ جی ہاں! تو آپ پہلے قرآن سے لفظ
توحید دکھلا دیجئے پھر ہم لفظ تقلید دکھلا دیں گے۔

تحقیقی جواب: جس طرح قرآن میں لفظ توحید نہیں اس کا معنی موجود ہے یعنی
قل ھو اللہ احد ویسے ہی قرآن میں لفظ تقلید موجود نہیں اسکا معنی موجود ہے جیسے
فسئلوا اھل الذکر الی آخرہ اور اعتبار لفظ کا نہیں معنی کا ہوتا ہے۔

مباحثہ قرأت خلف الامام
امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی بحث

غیر مقلد: حدیث شریف میں ہے (لا صلوۃ لمن لم
یقرأ بفاتحۃ الکتاب)۔۔۔۔۔۔۔

ترجمہ: اس شخص کی نماز ہی نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔

اس طرح کی کل چار روایتیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ سورہ فاتحہ فرض ہے اور اس کے بغیر
نماز نہیں ہوتی لہذا تم حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ تم امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے۔

حنفی: اگر آپ کے پاس حدیث ہے جس کی بناء پر آپ کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ کے
بغیر نماز نہیں ہوتی تو ہمارے پاس قرآن سے دلیل ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ امام کے پیچھے

سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے اور ضابطہ ہے کہ قرآن حدیث پر مقدم ہوتا ہے۔

چنانچہ قرآن میں ہے وَاِذَا قُرِئَ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون (سورۃ اعراف پ ۹)

ترجمہ: جب قرآن پڑھا جائے تو بغور سنو اور خاموشی اختیار کرو تا کہ تم پر اللہ کی رحمت نازل ہو!

تو دیکھیے اس آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسکو کان لگا کر سنو اور خاموشی اختیار کرو، اس آیت سے صاف طور سے پتہ چلتا ہے کہ جب امام قرأت کرے تو خاموش رہنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ آیت مطلق ہے اس میں کسی طرح کی کوئی قید نہیں ہے کہ جب باہر قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور جب نماز میں قرآن پڑھا جائے تو تم امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھو بلکہ دونوں صورتوں میں منع ہے کیونکہ مطلق کا قاعدہ ہے المطلق يجرى على اطلاقه

اس کو ایک مثال سے سمجھیے! ایک استاذ کسی طالب علم سے کہے کہ مجھے کوئی کتاب لا کر دو، تو طالب علم کوئی بھی کتاب مثلاً: بخاری یا مسلم شریف یا ترمذی شریف: لا کر دے دے تو حکم کو بجالانے والا کہلائے گا اس لئے کہ استاذ نے کوئی قید نہیں لگائی ہے کہ فلاں کتاب ہی دو، لیکن اگر استاذ نے کہا بخاری شریف دو، اور طالب ترمذی شریف لا کر دے دے تو حکم کو بجالانے والا نہ کہلائے گا۔ کیونکہ استاذ نے کتاب کا نام لیکر قید لگا دی ہے اب اگر کوئی طالب علم اسکے علاوہ کوئی اور کتاب لا کر دیا تو حکم کو بجالانے والا نہیں کہلائے گا اور جب کوئی قید نہ ہو تو کوئی بھی کتاب دے دے تو حکم کو بجالانے والا کہلائے گا۔

اب ذرا غور سے دیکھیے کہ کیا قرآن کی اس آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا میں کوئی قید ہے؟ کہ جب قرآن نماز سے باہر پڑھا جائے تو خاموش رہو اور جب نماز میں امام سورہ فاتحہ پڑھے تو تم بھی امام کے پیچھے پڑھو؟ ظاہری بات ہے ایسی کوئی

قید مذکور نہیں ہے لہٰذا دونوں صورتوں میں خاموش رہنے کا حکم نکلے گا لہٰذا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔

حنفی: ہمارے پاس قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث بھی ہے کہ جس سے پتہ چلتا ہے کہ نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے

چنانچہ حدیث شریف میں ہے اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۷۴)

ترجمہ: اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو!

دوسری حدیث میں ہے صَلّٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثُمَّ اَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَتَقْرَؤُنَ وَالْاِمَامُ يَقْرَأُ فَسَكَتُوْا فَسَأَلَهُمْ ثَلٰثًا فَقَالُوْا اِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا (طحاوی شریف ص ۱۲۸)

ترجمہ: حضور ﷺ نے نماز پڑھائی پھر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم قرأت کرتے ہو حالانکہ امام قرأت کرتا ہے تو سب نے خاموشی اختیار فرمائی تین مرتبہ کہنے کے بعد صحابہ نے فرمایا جی ہاں قرأت کرتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا ایسا مت کیا کرو۔

تو دیکھئے یہاں صاف لفظوں میں حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو امام کے پیچھے قرأت سے منع فرمایا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے نَهٰى رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن القِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ (...)

ترجمہ: آپ ﷺ نے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ان سب حدیثوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت نہیں کرنی چاہئے۔

آپ نے حدیث سے دلیل دی تو ہم نے بھی حدیث سے دلیل دی اور مزید قرآن سے بھی دلیل دی جو سب سے بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ قرآن کی دلیل حدیث سے بڑی دلیل ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ حدیث شریف میں ہے مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ

(طحاوی شریف ص ۱۲۸)

یعنی جس کے لیے امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت کے لیے کافی ہے تو اس حدیث کی وجہ سے ہم حکما امام کے پیچھے قرأت کرنے والے بھی ہو گئے اور آپ نے جو حدیث پیش کی ہے ہم اس پر بھی عمل کرنے والے ہو گئے۔

اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ قرآن وحدیث پر زیادہ عمل کرنے والے کون ہیں؟ ہم یا غیر مقلدین، فیصلہ آپ کے ہاتھ میں۔

حدیث شریف ,,لاصلوٰۃ لمن لم یقرا الی آخرہ،، کا جواب:

جواب نمبرا: حدیث شریف میں صحت نماز کی نفی نہیں ہے بلکہ کمالیت نماز کی نفی ہے۔

۲: اسی طرح حدیث کو بیان کرنے والے سفیان بن عیینہؒ ہیں اور محدثین کا قاعدہ اور قانون ہے کہ راوی اپنی روایت کو جتنی اچھی طرح جانتا ہے اتنی اچھی طرح کوئی اور نہیں جان سکتا ہے تو راوی حدیث سفیان بن عیینہؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہیں اور یہ تشریح ابوداؤد شریف (ج ۱ ص ۱۱۹) میں موجود ہے کہ ,,لمن یصلی وحدہ،، کہ یہ حدیث اس شخص کے لئے ہے جو اکیلا نماز پڑھنے والا ہو یعنی یہ حدیث امام اور منفرد (اکیلے نماز پڑھنے والا) کے لئے ہے اور یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر امام اور منفرد اپنی نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھیں تو ان کی نماز مکمل نہیں ہوتی اور ہمارے یہاں بھی تو امام اور منفرد اپنی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں۔

(ماخوذ غیر مقلدین سوالات کے جوابات)

غیر مقلد: ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کی قرأت سب کے لئے کافی ہو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کھانا کھا لے تو سب کی طرف سے کافی نہیں ہوتا اور اگر ایک آدمی نماز پڑھ لے تو سب کی طرف سے کافی نہیں ہوتی تو امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی کیسے

ہو جائیگی؟

حنفی: تو پھر آپ کے یہاں ایک اذان سب کی طرف سے کافی کیوں ہو جاتی ہے؟ کیوں نہیں تمہارے یہاں سارے مقتدی اپنی اپنی اذان بولتے ہیں؟ اور ایک تکبیر سب کی طرف سے کافی کیوں ہو جاتی ہے اور تمہارے سارے مقتدی اپنی اپنی تکبیر کیوں نہیں بولتے۔

اور دوسری بات یہ سوال آپ کو ہم سے نہیں بلکہ اللہ کے رسول ﷺ سے کرنا چاہئے کیونکہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت کے لئے کافی ہے! یہ ہم نے نہیں بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔

سوال غیر مقلد: اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ امام کی فاتحہ مقتدی کی فاتحہ کے لئے کافی ہے تو پھر امام کا رکوع اور سجدہ بھی مقتدی کے لئے کافی ہونا چاہئے۔

حنفی: رکوع اور سجدہ کے سلسلے میں تو اللہ کے رسول کا صاف ارشاد گرامی ہے کہ جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو!

تو یہاں صاف طور پر مقتدی کو بھی یہ چیزیں کرنے کا حکم ہے اور قرأت کے سلسلے میں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ امام قرأت کرے تو تم بھی قرأت کرو بلکہ فرمایا امام کی قرأت مقتدی کی قرأت کے لئے کافی ہے۔

لہذا رکوع اور سجدہ سارے لوگ کریں گے لیکن سورہ فاتحہ امام کے علاوہ دوسرے لوگ نہیں پڑھیں گے۔

کیونکہ رکوع اور سجدہ کرنے کا تو حکم ہے لیکن امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے اور اگر آپ ایسی کوئی حدیث دکھادیں جس میں کہا گیا ہو کہ امام کا رکوع اور سجدہ مقتدی کے لئے بھی کافی ہے تو ہم یہ بھی کرنے کو تیار ہیں۔

حنفی: چلو ہم تھوڑی دیر کے لئے بالفرض مان بھی لیتے ہیں کہ سورہ فاتحہ پڑھنا فرض

ہے۔لیکن آپ مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کسی نے رکوع میں امام کو پایا تو وہ رکعت پانے والا شمار ہوگا یا نہیں؟ اگر غیر مقلد کہیں ہاں رکعت پانے والا شمار ہوگا تو ان سے کہو کہ جب تمہارے یہاں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور ایک آدمی نے امام کو رکوع میں پایا ہے تو اس سے فاتحہ چھوٹ گئی ہے۔

تو کیا فرض کے چھوٹنے سے بھی آدمی کی نماز ہو جاتی ہے؟ اور رکعت پانے والا شمار ہوتا ہے؟ اور اگر غیر مقلدین کہیں کہ رکعت کو پانے والا نہیں ہوگا کیونکہ سورہ فاتحہ اس سے چھوٹ گئی ہے۔

تو ان سے کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس نے امام کو رکوع میں پالیا تو اس نے رکعت پالی([illegible]) آپ کہہ رہے ہو کہ رکعت پانے والا شمار نہیں ہوتا؟ اب آپ ہی بتادو کہ آپ کی بات مانوں یا رسول اللہ ﷺ کی؟

اگر غیر مقلدین کہیں کہ مقتدی رکعت پانے والا شمار ہوگا یا نہیں اس میں بہت اقوال ہیں تو ان سے کہو کہ اقوال آپ کے یہاں حجت نہیں ہوتے، تو آپ اقوال کیوں پیش کررہے ہو ان شاء اللہ یہاں سے ان کو رنگ بدلنے کا موقع نہیں ملے گا۔

غیر مقلد: قرآن کی آیت ،،واذا قرئ القرآن الی آخرہ،، کافروں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حنفی: یہ آیت کافروں کے متعلق نازل نہیں ہوئی ہے کیونکہ آیت کا اگلا حصہ **لعلکم ترحمون** ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اگر یہ آیت کافروں کے متعلق ہوتی تو مطلب یہ ہوتا کہ اگر کافر خاموش ہو جائیں تو اللہ کو چاہیے کہ ان پر رحم کرے اس لئے کہ اس نے کہا ہے کہ خاموش رہو گے تو تم پر رحم کیا جائے گا حالانکہ کافر رحمت کا مستحق ہے ہی نہیں اسکے حق میں خاموش رہنا اور خاموش نہ رہنا دونوں برابر ہے۔

تو جب خاموش رہنے پر بھی وہ رحمت کا مستحق نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کیوں کر کہیں گے کہ خاموش رہو گے تو تم پر رحم کیا جائے گا پتہ چلا یہ آیت کافروں کے متعلق نازل ہی نہیں ہوئی بلکہ مسلمانوں کے متعلق نازل ہوئی ہے اس لئے کہ رحمت کا مستحق صرف مسلمان ہے۔

مباحثہ تراویح

بیس یا آٹھ

غیر مقلد: بیس رکعت تراویح کا ثبوت کہاں سے ہے؟

سنی: حدیث سے: چنانچہ حدیث میں موجود ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً والوتر (سنن

کبریٰ للبیہقی ج۲، ص۴۹۶)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ رمضان میں بیس (۲۰) رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

دوسری حدیث میں ہے، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ اَرْبَعَةً وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَاَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ.

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ رمضان المبارک کی ایک رات باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چوبیس ۲۴ رکعت (چار فرض اور بیس رکعت

ترجمہ: نماز پڑھائی اور تین رکعت وتر پڑھائی۔
ان دونوں حدیثوں سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ تراویح کی نماز بیس رکعت ہے۔

صحابہ کرام سے بیس رکعت کا ثبوت

دورِ حضرت عمرؓ سے ثبوت: حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب کی امامت پر جمع فرمایا اور وہ لوگوں کو بیس ۲۰ رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۲۰۲)

دورِ حضرت عثمانؓ سے ثبوت: حضرت سائبؓ بن یزید سے روایت ہے کہ عہدِ فاروقی میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بھی (بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

دورِ حضرت علیؓ سے ثبوت: حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قراء حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک قاری کو بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا اور وتر کی جماعت خود حضرت علیؓ پڑھاتے تھے (بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

اجماعِ امت سے ثبوت: چنانچہ تمام صحابہ کا بیس رکعت تراویح پر اجماع ہے اور اجماع کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، لا یجمع امتی علی ضلالۃ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰)

ترجمہ: میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی۔

مطلب واضح ہے کہ اگر ساری امت کسی بات پر جمع ہے تو وہ غلط نہیں ہوسکتی تمام صحابہ کرام بیس ۲۰ رکعت پر جمع تھے لہٰذا تراویح بیس ۲۰ رکعت ہی ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میری ساری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی۔

بہر حال: تراویح بیس ہے یا آٹھ اس میں دو جماعت ہے ایک جماعت تو وہ ہے جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم (رواہ رزین مشکوٰۃ ص ۵۵۴) میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں تم جس کی بھی اقتداء

کرلوگے راستہ پاجاؤگے اور جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا، اُولٓئِکَ هُــمُ الصّٰدِقُوْنَ ۔ یہی لوگ سچے ہیں اور جن کے بارے میں فرمایا، اُولٓئِکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۔ یہی لوگ کامیاب ہیں ۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے رضامندی کا سرٹیفکیٹ دے کر فرمایا، رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ۔ یہ جماعت کہتی ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے اور دوسری جماعت ، جناب تمہاری اہل حدیث کی جماعت ہے جو صحابہ کے پیروں کے دھول کے برابر بھی نہیں ہیں وہ یہ کہتی ہیں کہ تراویح آٹھ رکعت ہے اب میں فیصلہ آپ کے ہاتھ چھوڑتا ہوں کہ آپ صحابہ کو مانیں گے یا نام نہاد اہل حدیث کو یہ فیصلہ آپ کے سپرد ہے۔

غیر مقلد: حدیث میں تو ہے کہ آپ ﷺ رمضان میں گیارہ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

حنفی: یہ حدیث تہجد کے بارے میں ہے کیونکہ اس میں غیر رمضان کی بھی قید ہے اور غیر رمضان میں تراویح نہیں پڑھی جاتی ہے بلکہ صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے۔

پتہ چلا کہ یہ حدیث عام ہے اور تہجد کے بارے میں ہے کیونکہ تہجد کی نماز رمضان اور غیر رمضان دونوں میں پڑھی جاتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں ہوتی تو خود حضرت عائشہؓ جنہوں نے اس حدیث کو بیان فرمایا ہے ان کو تو کم سے کم آٹھ رکعت تراویح پڑھنی چاہیے تھی لیکن ہم دیکھتے ہیں وہ بھی بیس ۲۰ رکعت ہی پڑھتی تھیں تو اگر یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں ہوتی تو حضرت عائشہؓ خود اپنی ہی بیان کردہ حدیث کے خلاف عمل کیوں کرتیں؟ حضرت عائشہؓ کا عمل اسکے خلاف ہونا خود ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں ہے ہی نہیں۔

اب آپ کے پاس دو ہی راستے ہیں یا تو آپ کو لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں نہیں ہے تو پھر آپ کو بیس ۲۰ رکعت تراویح پڑھنی شروع کر دینی چاہیے یا پھر یہ مانو کہ یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں ہے اور حضرت عائشہؓ حدیث کے خلاف کرتی تھیں

تو ہم کو آپ کی یہ بات تسلیم نہیں، بلکہ ہمارے دل میں تو حضرت عائشہؓ کے بارے میں ایسا خیال بھی نہیں آسکتا کہ حضرت عائشہؓ اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف کوئی عمل کریں۔

اللہ کے رسول ﷺ کے عمل کے خلاف کرنا، یہ حضرت عائشہؓ سے راوی کے ماننے کے برابر ممکن نہیں،

سنی: چلو ہم تھوڑی دیر کے لئے بالفرض مان بھی لیتے ہیں کہ یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں ہے تو اس میں تو غیر رمضان کی بھی قید ہے کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان دونوں میں ۱۱ رکعت پڑھا کرتے تھے لہٰذا اگر یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں ہے تو آپ حضرات کو غیر رمضان (محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، وغیرہ) میں بھی تراویح پڑھنی چاہیے آپ صرف رمضان میں ہی کیوں پڑھتے ہیں؟

بحث

نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں یا ناف کے نیچے؟

غیر مقلد: حدیث شریف میں ہے، یَضَعُ یَدَہُ الْیُمْنٰی علی یَدِہِ الْیُسْریٰ ثُمَّ یشبکُ بِھِما علٰی صَدْرِہٖ وَھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ، (مسند احمد ص ۲۰)

"ترجمہ: حضور ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھتے پھر ان دونوں کو باندھ کر اپنے سینہ پر رکھتے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے، وَضَعَ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ ثُمَّ وَضَعَھُمَا علٰی صَدْرِہٖ (ابوداؤد، نسائی، ص ۱۰۶)

ترجمہ: حضور ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا پھر ان دونوں کو سینے پر باندھا۔

ان دونوں حدیثوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ سینے پر ہاتھ باندھتے تھے تو تم حنفی حدیث کے خلاف کیوں کرتے ہو؟ اور کیوں سینے پر ہاتھ نہیں باندھتے؟

حنفی: حدیث شریف میں یہ بھی تو ہے کہ، بوضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ تحت السرۃ۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۰۹

ترجمہ: آپ ﷺ نے نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھا۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے فرمایا، ثلث من اخلاق النبوۃ تعجیل الافطار وتاخیر السحور ووضع الید الیمنی علی الیسری فی الصلوۃ تحت السرۃ۔ (معارف السنن ج ۲ ص ۴۳۳)

ترجمہ: نبوت کی صفات میں سے تین چیزیں ہیں۔

(۱) افطاری میں جلدی کرنا۔

(۲) سحری میں تاخیر کرنا۔

(۳) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ کر ناف کے نیچے رکھنا۔

دیکھئے ان حدیثوں میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے۔

تو جب حدیث میں ناف کے نیچے بھی ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے تو آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ تم حنفی حدیث کے خلاف کرتے ہو ہم بھی تو حدیث پر ہی عمل کر رہے ہیں اسی لئے ہم آپ کو یہ نہیں کہتے کہ تم سینے کے اوپر ہاتھ باندھ کر حدیث کے خلاف کر رہے ہو کیونکہ دونوں عمل حدیث سے ثابت ہے اور شاید اللہ کو منظور ہی نہیں تھا کہ اسکے محبوب کا کوئی عمل چھوٹے اسلئے کچھ لوگوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ سینے پہ ہاتھ باندھیں اور کچھ لوگوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اس لئے ہم دونوں طریقوں کو صحیح مانتے ہیں اور آپ سینے پر ہاتھ باندھنے کو تو صحیح مانتے ہیں اسکے علاوہ کو غلط مانتے ہیں اس سے تو ناف کے نیچے والی حدیث کا انکار لازم آتا ہے۔

آپ جب کہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم اہل حدیث ہیں اور عمل حدیث کے خلاف ہے لیکن ہم تو

دونوں حدیثوں کے عمل کو صحیح مانتے ہیں۔ تو حدیث پر عمل کرنے والے ہم ہوئے یا آپ؟ فیصلہ آپ کے سپرد ہے۔

غیر مقلد: آپ کی ذکر کردہ حدیثیں ضعیف ہیں۔

حنفی: آپ کی بھی تو ذکر کردہ حدیث ضعیف ہیں آپ کی مذکورہ پہلی حدیث حضرت طاؤس بن کیسان سے مروی ہے لیکن یہ حدیث مرسل ہے البتہ طاؤس اور حضور ﷺ کے درمیان کونسے راوی ہیں یہ معلوم نہیں لیکن حدیث مرسل احناف کے یہاں اس وقت حجت بنے گی جب اسکے خلاف کوئی مرفوع متصل روایت نہ ہو۔

نوٹ: یہ حدیث متناً مرفوع ہے لیکن سنداً مرسل ہے۔

لیکن آپ حضرات کے یہاں مرسل روایت حجت نہیں بنتی پھر آپ طاؤس کی روایت سے کس طرح استدلال کرتے ہو۔

آپ کی دوسری حدیث وائل بن حجر کی ہے جو کہ متکلم فیہ اور ضعیف ہے سنن کبری اور بیہقی کے حاشیہ میں اس پر کافی بحث کی گئی ہے اور اسکے علاوہ جتنی حدیثیں ہیں وہ سب بھی متکلم فیہ ہیں۔

غیر مقلد: لیکن پھر ہدایہ ص ۲۵۰ پر یہ بات کیوں لکھی گئی ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی احادیث مرفوع اور مضبوط ہے۔

حنفی: یہ مسئلہ بھی غلط ہے اور ہدایہ کا حوالہ بھی غلط ہے ہدایہ میں کہیں بھی اس طرح کی عبارت نہیں ہے اور نہ ہدایہ کے متن میں ایسی کوئی عبارت ہے بلکہ آپ کا مطالعہ ہی کمزور ہے یا جان بوجھ کر آپ لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جو کہ آپ کی پرانی عادت شریفہ ہے۔

غیر مقلد: اگر آپ دونوں صورتوں پر عمل کو صحیح کہتے ہیں تو آپ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو سینے کے اوپر ہاتھ باندھنے سے افضل کیوں کہتے ہیں۔

حنفی: ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں زیادہ تعظیم ہے اور عورتوں کے ساتھ

مشابہت نہیں ہے حالانکہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی صورت میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات بھی زیادہ ہیں اسلئے حنفیہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو افضل کہتے ہیں۔(۱۵۱ اعتراضات کے جوابات)

مباحثہ رفع یدین

غیر مقلد: حدیث شریف میں ہے، "عن الزهری قال اخبرنی سالم بن عبدالله عن عبدالله عمر قال رایت رسول الله ﷺ اذاقام فی الصلوٰة رفع يديه حتى تكونا حذومنكبيه وكان يفعل ذلك حين يكبر للركوع ويفعل ذلك اذارفع راسه من الركوع ويقول سمع الله لمن حمده ولا يفعل ذلك فی السجود (بخاری ج/۱ ص/۱۰۲ مكتبه بشرى)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے مقابل ہوگئے، اور آپ ﷺ یہ کرتے تھے جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تھے، اور آپ ﷺ یہ کرتے تھے جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے اور کہتے تھے سمع اللہ لمن حمدہ، اور آپ یہ سجدوں میں نہیں کرتے تھے۔

دوسری حدیث میں ہے، "عَنْ وَائِلِ بنِ حُجْرٍ رَأَيْتُ النبی صلی الله عليه

وسلم حِیْنَ یُکَبِّرُ لِلصَّلٰوۃِ وَحِیْنَ یَرْکَعُ وَحِیْنَ یَرْفَعُ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حِیَالَ اُذُنَیْہِ" (ابوداؤد ص ۱۰۵)

ترجمہ: وائل بن حجر سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جس وقت آپ نماز کے لئے تکبیر کہہ رہے تھے اور جس وقت آپ رکوع فرمارہے تھے اور جس وقت آپ رکوع سے سر اٹھا رہے تھے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے تھے۔

ان دونوں حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا چاہئے تم حنفی ایسا کیوں نہیں کرتے اور حدیث کے خلاف کیوں کرتے ہو!

حنفی: حدیث شریف میں یہ بھی تو ہے "کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَحِیْنَ یَرْکَعُ وَحِیْنَ یَسْجُدُ" (ابن ماجہ ص ۶۲)

ترجمہ: کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جس وقت رکوع فرماتے اور جس وقت سجدہ کو جاتے تو یہاں سجدہ میں بھی ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے پھر آخر آپ لوگ سجدہ میں کیوں نہیں اٹھاتے ہیں۔

سنی: حدیث شریف میں ہے "اِنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ"

(طحاوی شریف ج ۱ ص ۱۳۲)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف شروع کی تکبیر میں دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر اخیر نماز تک نہیں اٹھاتے تھے۔

دوسری حدیث شریف میں ہے "عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ" (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۸۱)

ترجمہ: حضرت ابن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف تشریف لاکر فرمایا کہ مجھے کیا ہوگیا کہ میں تم لوگوں کو نماز کے اندر اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں ایسا

لگتا ہے جیسا کہ شریر گھوڑے اپنی دم کو ہلاتے ہیں تم نماز کے اندر ایسا مت کیا کرو نماز میں سکون اختیار کیا کرو۔

تیسری روایت میں ہے، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّي بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِي اَوَّلِ مَرَّةٍ، (ترمذی ج ۱ ص ۵۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تم آگاہ ہو جاؤ بے شک میں تم کو حضورﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں یہ کہہ کر نماز پڑھائی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو صرف پہلی تکبیر میں اٹھایا پھر پوری نماز میں نہیں اٹھایا۔

ان روایات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا چاہیے رکوع اور قومہ میں نہیں اٹھانا چاہیے آپ کے پاس جو روایتیں ہیں جن سے رفع یدین کا ثبوت ہوتا ہے کل آٹھ ہیں اور ہمارے پاس چودہ ہیں۔

لیکن ہم پھر بھی یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ حدیث کے خلاف کرتے ہو اور آپ کے پاس کم روایات ہیں تو بھی کہہ رہے ہیں کہ تم حنفی حدیث کے خلاف کرتے ہو۔ یہ تو ایسا ہی ہو گیا کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

حنفی: ہم رفع یدین کے کرنے کو اور رفع یدین نہ کرنے کو دونوں طریقوں کو صحیح مانتے ہیں لہذا ہمارے اوپر یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ہم سے کہو کہ یہ دکھاؤ کہ آپ نے رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہو! آپ مجھ سے یہ سوال نہیں کر سکتے حالانکہ ہم دکھا بھی سکتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کو یہ سوال کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ ہم مانتے ہیں کہ دونوں عمل صحیح ہیں، لیکن آپ صرف رفع یدین کو صحیح مانتے ہیں اور عدم رفع یدین (رفع یدین نہ کرے) کا انکار کرتے ہیں تو ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کوئی ایسی حدیث دکھاؤ جس میں عدم رفع یدین کا منع ملتا ہو، ایسی حدیث نہیں کہ جس میں رفع یدین کرنے کا حکم ملتا ہو بلکہ

ایسی حدیث جس میں منع ملتا ہو دکھادو! ہم آج سے ہی رفع یدین کرنا شروع کریں دیکھے۔

غیر مقلد: حدیث شریف میں ہے،، کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ و حین یرکع ،،(صفحہ ۳۶)

دیکھو! یہاں فعل مضارع پر" کان " داخل ہے اور کان جب فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو استمرار اور ہمیشگی کا فائدہ دیتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے۔

حنفی: آپ نے جو حدیث پیش کی ہے اسکے آخر میں و حین یسجد بھی ہے اور اسکا عطف بھی کان پر ہے تو پھر تو آپ کو سجدہ میں بھی رفع یدین کرنا چاہئے کیوں نہیں کرتے حدیث شریف میں ہے،، کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی نعلیہ ،

ترجمہ: حضور ﷺ اپنے جوتے میں نماز پڑھتے تھے ، یہاں بھی کان فعل مضارع پر داخل ہے پھر تو آپ کو ہمیشہ جوتے پہن کر نماز پڑھنا چاہئے تو پھر جوتے اتار کر کیوں پڑھتے ہو۔

سنی: یہ قاعدہ کس نے بتایا ہے کہ کان فعل مضارع پر داخل ہو تو استمرار کا فائدہ دیتا ہے، قرآن نے یا حدیث نے؟ یہ قاعدہ تو نحوی اصولیین نے بتایا ہے اور اللہ اور رسول کے علاوہ کی بات ماننا تمہارے یہاں شرک ہے تو پھر شرک کا ارتکاب کیوں کر رہے ہو؟

سنی: ہر جگہ کان استمرار کا فائدہ نہیں دیتا ہے۔

مباحثہ

نماز میں آمین بلند آواز سے یا آہستہ

غیر مقلد: حدیث شریف میں ہے کہ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ وَفِي رِوَايَةٍ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ ۔ (ترمذی ج ۱ ص ۳۴)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھ کر کے آمین کہا اور آمین کے ساتھ اپنی آواز کو کھینچا اور دوسری روایت میں ہے اپنی آواز کو بلند کیا (تیز آواز سے آمین کہی) اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آمین تیز آواز سے کہنی چاہئے تو تم حنفی آہستہ کیوں کہتے ہو!

حنفی: حدیث شریف میں یہ بھی ہے، قرأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ ۔ (ترمذی ج ۱ ص ۳۴)

ترجمہ: آپ ﷺ نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا اور اپنی آواز کو پست کیا (دھیمی آواز سے آمین کہی) اس حدیث سے تو پتہ چلتا ہے کہ دھیمی آواز سے آمین کہنی چاہئے۔ لہٰذا جب حدیث میں دونوں طرح سے عمل کرنا ثابت ہے تو آپ اگر بلند آواز سے آمین کہو تو ٹھیک ہے اور اگر ہم دھیمی آواز سے آمین کہتے ہیں تو آپ کو تکلیف کیوں ہے؟ جب حدیث میں دونوں عمل ثابت ہے تو دونوں پر عمل کیا جا سکتا ہے آخر آپ ایک کو ہی لازم کیوں سمجھتے ہیں ایک کو لازم سمجھنے سے تو دوسری حدیث کا انکار لازم آتا ہے اور دعویٰ کرتے ہیں اہل حدیث ہونے کا صرف اہل حدیث کا لیبل لگا لینے سے کوئی اہل حدیث نہیں ہوتا ویسے تو کچھ لوگ اہل قرآن کا لیبل لگاتے ہیں اور کچھ لوگ حسینی کا تو کیا وہ حقیقت میں اہل قرآن اور حسینی ہیں اگر سچے اہل حدیث بننا چاہتے ہیں تو امام ابوحنیفہ سے سیکھو کہ کیسے دو مختلف حدیثوں پر عمل کیا جاتا ہے یہ میرا آپ کو ایک مفید مشورہ ہے۔

مباحثہ

فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت

غیر مقلد: نماز کے بعد دعا کا ثبوت نہ قرآن سے ہے اور نہ حدیث سے تو تم حنفی نماز کے بعد دعا کیوں مانگتے ہو؟ اور بدعت کا ارتکاب کیوں کرتے ہو؟

سنی:

آنکھیں اگر ہو بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

قرآن میں صاف لفظوں میں موجود ہے، ''فاذا فرغت فانصب''

ترجمہ: پھر جب آپ فارغ ہوں تو زیادہ محنت کیجئے اور اپنے رب کی طرف رغبت کیجئے! صحابی رسول ﷺ حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو خشوع خضوع کے ساتھ دعا کرو (تفسیر ابن عباس ص ۵۹۱

ماخوذ فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت ص ۰ تو حلالین شریف ص ۵۰۲ حاشیہ ن ۲۶)

اور صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی یہی تفسیر کی ہے (تفسیر در منثور

ج ۶ ص ۳۶۵ ماخوذ فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت ص ۳)

اور صحابی رسول ﷺ حضرت قتادہؓ نے بھی یہی تفسیر کی ہے (در منثور ج ۶

ص ۳۶۵ ماخوذ فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت ص ۳)

اور حدیث شریف میں آیا ہے ''ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الآخر

ودبر الصلوات المکتوبات'' (ترمذی ج ۲ ص ۱۸۰)

ترجمہ: اللہ کے رسول سے پوچھا گیا کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے آپ نے فرمایا رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد مانگی ہوئی دعا

غیر مقلد: لیکن ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت تو قرآن و حدیث سے نہیں ہے تو پھر

آپ ہاتھ اٹھا کر کیوں دعا مانگتے ہو؟

سنی: اگر آپ گہری نظر سے احادیث کا مطالعہ کریں تو صاف لفظوں میں ابوداؤد شریف کی حدیث ملیگی ،، کان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعا رفع یدیہ ،، (ابوداؤد ج ا ص ۲۰۹)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی دعا مانگتے تھے تو ہاتھ اٹھاتے تھے

حضرت اسود عامری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پلٹے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۲۶۷)

ایک اور حدیث میں ہے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو نماز کے بعد ہاتھ پھیلا کر دعا مانگے مگر اللہ تعالیٰ اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی نہ لوٹائے ان سب حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہئے۔

غیر مقلد: اجتماعی دعا کا ثبوت تو کسی حدیث سے نہیں ہے تو پھر اس اجتماع کی وجہ؟

سنی: حدیث سے اجتماعی دعا کا ثبوت سنئے حدیث میں ہے ،، لا یجتمع ملأ فیدعو بعضہم ویؤمن بعضہم الا عغر لہم اللہ ،، کنز العمال ج ص ، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۳۴۷)

ترجمہ: کوئی گروہ جمع نہیں ہوتا کہ ان میں سے بعض دعا کریں اور بعض آمین کہیں مگر اللہ تعالیٰ انکی دعا کو قبول فرما لیتا ہے، اس حدیث سے اجتماعی دعا کا ثبوت ہوتا ہے۔

مصافحہ

دونوں ہاتھ سے یا ایک

غیر مقلد: حدیث شریف میں ،،اخذ بالید، اخذبیدہ ،، وغیرہ کے الفاظ ملتے ہیں اور ید ایک ہاتھ کو کہتے ہیں اور دونوں ہاتھ کے لئے یدین کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو جب حدیث شریف میں ید کا لفظ ہے یعنی ایک ہاتھ سے سلام کرنے کا تو آپ دونوں ہاتھ سے سلام کیوں کرتے ہو؟

سنی: ید کا لفظ جنس ہے اور جنس کا لفظ واحد(۱) تثنیہ(۲) جمع(۳) سب پر بولا جاتا ہے جیسے کوئی کہتا ہے میں نے اپنی آنکھ سے تجھے یہ کام کرتے ہوئے دیکھا تو دیکھئے یہاں اس نے واحد آنکھ (ایک آنکھ) کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن پھر بھی کوئی ایک آنکھ سے دیکھنا مراد نہیں لیتا بلکہ دونوں آنکھوں سے دیکھنا مراد لیتا ہے جیسے کہ اللہ کے رسول ﷺ دعا فرماتے تھے ،،اللّٰھم اجعل فی بصری نوراً واجعل فی سمعی نوراً،،

ترجمہ: اے اللہ میری آنکھ اور کان میں نور عطا فرما دیجئے! دیکھئے یہاں بصر اور سمع کے لیے واحد لفظ استعمال ہوا ہے تو کیا آپ یہاں یہ مراد لیں گے کہ اللہ میرے ایک کان اور ایک آنکھ میں نور عطا فرما دیجئے اور دوسرے میں نہیں؟ ظاہر ہے ہر کوئی دونوں آنکھ مراد لیتا ہے اسی طرح جہاں ید استعمال ہے وہاں بھی دونوں ہاتھ مراد ہے۔

سنی: سوال ہماری ان دلیل کے بعد بھی اگر آپ ید سے ایک ہاتھ ہی مراد لیتے ہیں تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ عربی میں ید (ہاتھ) کا استعمال صرف ہتھیلی پر نہیں ہوتا بلکہ ید کا لفظ انگلیوں سے لیکر کندھوں تک بولا جاتا ہے پھر آپ کو کندھوں تک ہاتھ ملانا چاہیے صرف ہتھیلی ہی کیوں ملاتے ہو؟

غیر مقلد: تو کیا ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا ناجائز ہے؟

سنی: ایک ہاتھوں سے مصافحہ کرنا بھی جائز ہے لیکن افضل دونوں ہاتھوں سے مصافحہ

کرنا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے مصافحہ کرنے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں لہٰذا جب ایک ہاتھ سے مصافحہ کریگا تو ایک ہاتھ کے گناہ جھڑیں گے اور جب دونوں ہاتھ سے مصافحہ کریگا تو دونوں ہاتھ کے گناہ جھڑیں گے اسلئے سلف صالحین نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو افضل کہا ہے (ایک سو [illegible])

مباحثہ
اجماع اور قیاس

غیر مقلد: حجت اور دلیل صرف قرآن و حدیث ہی ہے آپ اجماع اور قیاس کو کیوں مانتے ہیں؟

سنی: قرآن و حدیث حجت ہے یہ بات بالکل صحیح ہے اور ہم بھی پہلے نمبر پر قرآن و حدیث کو ہی مانتے ہیں اور دوسرے نمبر پر اجماع اور قیاس کو لیکن آپ کی یہ بات کہ صرف قرآن و حدیث ہی حجت ہے اجماع اور قیاس حجت نہیں ہے بالکل غلط ہے کیونکہ بہت سے مسائل ایسے ہیں جو قرآن و حدیث میں صاف طور پر نہیں ملتے اسلئے قرآن و حدیث کے بعد اجماع اور قیاس کا ہی سہارا لینا ہی پڑتا ہے اگر آپ سارے مسائل قرآن و حدیث میں دکھلا دیں تو ہم آج ہی اجماع اور قیاس کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں سارے مسائل تو دور کی بات ہے میں پورے چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ خود اپنی نماز کا طریقہ ہی دکھلا دیں؟ آپ خود اپنی نماز کو چاروں اماموں کے مسئلہ سے چوری کر کے پڑھتے ہو اور جو مسئلہ قرآن و حدیث میں ہے بھی اسکو بھی، ان ہی کی کتابوں سے لیتے ہو کیونکہ آپ کے اندر اتنی صلاحیت ہی نہیں ہے کہ مسئلہ نکال سکو اور انہی حضرات کو گالیاں بھی دیتے ہو۔

میرا سوال یہ ہے کہ آپ پوری نماز کا طریقہ ہی قرآن و حدیث میں دکھلا دیں تو ہم اجماع اور قیاس کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں اور ظاہر ہے آپ نہیں دکھلا سکتے تو ایسی صورت میں

میں اجماع اور قیاس کو ماننا ہی پڑتا ہے اور اجماع اور قیاس کرنے کو تو اللہ تعالیٰ ہی نے کہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قیاس کے بارے میں کہا فاعتبروا یا اولی الابصار.

ترجمہ: اے عقلمندوں قیاس کیا کرو!

اور حدیث میں ہے کہ حضرت معاذؓ کو جب اللہ کے رسول ﷺ نے یمن بھیجا تو اسلامی منشور پر گفتگو ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے پوچھا اے معاذ مسائل کا فیصلہ کس طرح کرو گے حضرت معاذؓ نے کہا کہ کتاب اللہ سے پھر فرمایا اللہ کے نبی ﷺ نے اگر کتاب اللہ میں تم نے مسئلہ نہ پایا تو! تو حضرت معاذؓ نے فرمایا سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا اگر سنت میں بھی تم نے وہ مسئلہ نہ پایا تو کیا کرو گے!! تو حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ میں اجتہاد یعنی قیاس کرونگا اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے حضرت معاذؓ کو ایسا جواب دینے کی توفیق عطا فرمائی جس سے اللہ کا رسول ﷺ راضی ہو گیا۔

(ترمذی)

لہذا اگر قیاس دلیل نہ ہوتی تو اللہ کے رسول ﷺ اس جواب سے راضی کیوں ہوتے راضی ہونا ہی اس بات کی علامت ہے کہ قیاس بھی دلیل اور حجت ہے، ورنہ جو چیز غلط ہو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے راضی ہوں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے اور اجماع کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا" ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا" ترجمہ: اور جو ایمان والوں کے راستے کے علاوہ پر چلیگا تو ہم اسکے لئے محبوب بنا دینگے وہ چیز جسے اس نے پسند کیا ہے اور ہم اسے جہنم میں داخل کرینگے اور وہ بری جگہ ہے۔

دیکھئے اس آیت میں "مؤمنین " کا لفظ جمع کا استعمال کر کے فرمایا گیا جو ان کے راستے کے خلاف کوئی اور راستہ اختیار کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور اجماع کے سلسلے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا" لا یجمع امتی علیٰ ضلالۃ۔

ترجمہ: میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی مطلب واضح ہے کہ اگر ساری امت کسی بات پر جمع ہو تو وہ گمراہی اور غلط نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہی فرمایا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی لہذا اگر کسی بات پر جمع ہو سکے تو وہ صحیح اور پختہ ہوگی یہی تو دلیل اور حجت ہے، قرآن وحدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ قیاس اور اجماع بھی حجت ہے لہذا اگر قرآن حدیث میں کوئی مسئلہ صریح لفظوں میں نہ ملے تو اجماع اور قیاس پر عمل کرنا چاہئے۔

سنی: آپ کہتے ہیں ہر ہر مسئلہ قرآن وحدیث میں صاف لفظوں میں موجود ہے اجماع اور قیاس کو ماننے کی ضرورت نہیں ہے تو میرا آپ سے سوال یہ ہیکہ نماز کا پورا طریقہ ہی ہم کو قرآن میں دکھلا دو ہم اجماع اور قیاس کو چھوڑ دیں گے، شراب حرام ہے اس کا پتہ ہم کو قرآن سے چلتا ہے لیکن بھانگ کا کیا حکم ہے ہم اسکو کیا مانیں حرام یا حلال قرآن وحدیث میں دکھلاؤ اگر آپ کہتے ہیں حرام ہے تو بھی قرآن وحدیث میں دکھلاؤ اور اگر کہتے ہو حلال ہے تو بھی قرآن وحدیث میں دکھلاؤ ہاں قیاس سے ثابت ہے کہ یہ حرام ہے اور آپ قیاس کو مانتے نہیں تو اس مسئلہ کا حکم آپ کو قرآن وحدیث میں ہی دکھلانا پڑے گا مکھی کے سلسلے میں حدیث میں ہے کہ جب وہ دودھ میں گر جائے تو اسکو ڈبو کر پھینک دو کیونکہ اسکے بائیں پر میں بیماری ہوتی ہے اور دائیں میں شفا وہ گرتے وقت اپنا بایاں پر ڈالتی ہے اسلیے اس کو ڈبو دو تا کہ شفا والا پر بھی ڈوب جائے اور پھر دودھ کو پی لو اس کا حکم تو حدیث میں ہے لیکن اگر مکھی کے برابر کوئی چیز گر جائے مثلا بھمر تو اسکے سلسلے میں قرآن وحدیث میں کیا حکم ہے اگر کہتے ہو اسکو بھی ڈبو کر باہر پھینک دیا جائے اور دودھ پی لیا جائے تو یہ بھی قرآن حدیث میں دکھلاؤ اور اگر کہتے ہو کہ دودھ کو ہی پھینک دیا جائے تو یہ بھی قرآن وحدیث میں دکھلاؤ ہاں قیاس سے ثابت ہے کہ بھمر کو بھی پھینک کر دودھ پی لیا جائے لیکن آپ قیاس کو مانتے ہی نہیں لہذا آپ کو اس مسئلہ کا حکم قرآن وحدیث میں ہی دکھلانا پڑے گا اور ایسے ہی بہت سے مسائل جو قرآن وحدیث میں صاف لفظوں میں نہ ہوں تو ایسے مسائل پر کیا حکم لگائیں گے اگر حلال کا حکم لگاتے ہو تو

بھی ضروری ہے کہ قرآن وحدیث میں دکھلاؤ اور اگر حرام کا حکم لگاتے ہو تو بھی ضروری ہے کہ قرآن وحدیث میں دکھلاؤ اور اگر مکروہ کا حکم لگاتے ہو تو بھی ضروری ہے کہ قرآن وحدیث میں دکھلاؤ اور آپ قیامت تک نہیں دکھلا سکتے! آخر کار آپ کو اجماع اور قیاس کو ماننا ہی پڑے گا۔

سنی: قرآن سے نماز میں رکوع کرنا اور سجدہ کرنا ثابت ہے اور رکوع اور سجدہ کی تسبیحات حدیث سے ثابت ہے لیکن رکوع اور سجدہ کی تسبیحات بلند آواز سے پڑھیں یا آہستہ نہ تو قرآن میں ہے نہ حدیث میں تو پھر آپ آہستہ کس بناء پر پڑھتے ہو جبکہ آہستہ پڑھنا اجماع سے ثابت ہے اور اجماع آپ کے یہاں حجت تو ہے نہیں۔

بخاری، بخاری، بخاری

غیر مقلد: بخاری ومسلم نے جن روایات کو ذکر کیا ہے ہم اسی پر عمل کو ضروری سمجھتے ہیں ان کے خلاف جو حدیث ہے ہم ان پر عمل نہیں کرتے۔

سنی: سب سے پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ اصول کس نے بیان کیا ہے رسول اللہ یا قرآن نے؟

دوسرا جواب یہ ہے کہ بخاری (ج ۱ ص ۳۶) اور مسلم (ج ۱ ص ۱۳۲) کی حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ کے رسول نے کھڑے ہو کر استنجاء فرمایا اور ترمذی (ص ۹) میں اسکے خلاف حدیث ہے کہ کھڑے ہو کر استنجاء کرنا خلاف سنت ہے تو بخاری مسلم کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا صحیح ہے اور ترمذی کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے اور آپ کا بھی عمل ترمذی پر ہی ہے یعنی کھڑے ہو کر پیشاب کو آپ بھی خلاف ادب سمجھتے ہیں تو آپ نے تو کہا تھا کہ ہم بخاری ومسلم کی حدیث

کے خلاف کسی حدیث کو ہم قابل عمل نہیں سمجھتے تو آپ بخاری و مسلم کی حدیث کو چھوڑ کر ترمذی کی حدیث پر کیوں عمل کرتے ہو (بخاری ج ۱ ص ۷۴) و مسلم (ج ۱ ص ۲۰۵) میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے نواسے کو اٹھا کر نماز پڑھا کرتے تھے، اور بچے کو اٹھائے بغیر نماز پڑھنے کی صراحت نہ بخاری میں ہے نہ مسلم میں ہے اور آپ بھی بچے کو اٹھائے بغیر نماز پڑھتے ہو تو آپ بخاری مسلم کی حدیث کے خلاف کیوں کرتے ہو آپ کو تو بچے اٹھا کر نماز پڑھنی چاہئے۔

بخاری (ج ۱ ص ۵۶) و مسلم (ج ۱ ص ۲۰۸) میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پہن کر نماز پڑھا کرتے تھے، آپ بخاری و مسلم کی حدیث کے خلاف کیوں کرتے ہیں۔ سچے ہو تو آپ کو بھی جوتے پہن کر نماز پڑھنی چاہئے آپ کیوں جوتے نکال کر نماز پڑھتے ہو؟

عباراتِ اکابر

بڑوں کی عبارتیں

غیر مقلد: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی تو اس پر غسل واجب نہیں۔

سنی: تو اس میں خرابی کیا ہے جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک بچہ بالغ نہ ہو وہ مرفوع القلم ہے یعنی اس پر کچھ نہ فرض ہے نہ واجب ہے تو جب اللہ کے رسول ﷺ نابالغ کے اوپر کچھ واجب نہیں کرتے تو ہم کون ہوتے ہیں کچھ واجب کرنے والے

اسلئے اس کے اوپر ہم کچھ واجب نہیں کرتے ہاں! البتہ اتنی بات ضرور کہتے ہیں جو بہشتی زیور میں آگے لکھا ہے لیکن آپ نے اس کو چھپا کر عبارت کو پیش کیا ہے لیکن عادت ڈالنے کے لئے اسے غسل کرانا چاہئے

غیر مقلد: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ ہاتھ میں کوئی نجس لگی تھی اسکو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو پاک ہو جائے گا بھلا یہ کس قرآن وحدیث میں ہے۔

سنی: آپ کب تک قرآن وحدیث کا نام لیکر جھوٹ بولتے رہیں گے ایک دفعہ کم سے کم جھوٹ بولنے کی قسم توڑ ہی دیں یہاں بھی اگلی عبارت آپ نے چھوڑ دی آگے لکھا ہے مگر چاٹنا منع ہے۔اب سنئے عام طور پر گھروں میں یہ مسئلہ پیش آتا ہے کہ لڑکیاں گھر میں سوئی سلائی کا کام کرتی ہیں تو انگلی میں سوئی چبھ جاتی ہے اور خون نکل آتا ہے تو وہ دو تین مرتبہ اسکو چوس کر تھوک دیتی ہے اس سے خون بند ہو جاتا ہے اور انگلی بھی صاف ہو جاتی ہے تو ان کو سمجھانے کے لئے یہ لکھ دیا کہ انگلی پاک ہوگئی تو یہ کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے اور کس آیت یا حدیث میں ہے کہ انسانی تھوک نہ پاک ہے نہ پاک کرنے والا ہے۔

سنی: آپ کی کتاب نزل الابرار میں لکھا ہے کہ منی پاک ہے خشک ہو یا تر گاڑھی ہو یا پتلی حیض کے خون کے علاوہ سب خون پاک ہے شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے ہر حلال اور حرام جانور کا پیشاب پاک ہے حتی کہ کتے کے پیشاب پاخانہ کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے صحیح یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کا لعاب بھی پاک ہے ذرا ہمیں بھی دکھانا یہ کس قرآن وحدیث میں ہے۔

(۲) آپ کی کتاب عرف الجادی (ص۱۰) میں لکھا ہے بے وضو آدمی قرآن شریف چھو سکتا ہے یہ کس قرآن وحدیث میں ہے ذرا ہمیں بھی دکھانا (۳) آپ کی کتاب عرف الجادی (ص ۲۰۷) پر لکھا ہے مشت زنی کرنا اور کسی چیز سے منی خارج کرنا اس شخص کے لئے جائز ہے جس کی بیوی نہ ہو یہ کس قرآن وحدیث میں ہے؟ ذرا ہمیں بھی دکھلانا آپ کے عالم

نواب وحید الزماں حیدرآبادی فرماتے ہیں بہتر عورت (شادی کے لئے) وہ ہے جس کی فرج تنگ ہو یا جو پر شہوت ہو شہوت کی وجہ سے دانت پیس رہی ہو یہ کسی قرآن و حدیث میں نے ذرا ہمیں بھی دکھلاتا!

غیر مقلد: آپ کی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے اسکا پیشاب پینا بلا عذر جائز ہے اس طرح لکھا ہے سوائے انگور کے شراب کے دیگر شرابوں کی بیع جائز ہے۔

سنی: یہ مسائل غیر مفتی بہ ہے اور آپ کو اعتراض کا حق مفتی بہ مسائل پر ہے اور مفتی بہ ہمارے یہاں اسکا برعکس ہے۔

غیر مقلد: آپ کی کتاب میں لکھا ہے کہ خنزیر کی بیع جائز ہے۔

سنی: یہ بات کہیں نہیں لکھی ہوئی ہے کہ خنزیر کی بیع جائز ہے ہاں البتہ یہ لکھا ہوا کہ خنزیر کی کھال کو اگر دباغت دے دی گئی تو وہ پاک ہے لیکن یہ غیر مفتی بہ ہے اور مفتی بہ یہ ہے کہ پاک نہیں ہوگا اور اعتراض کا حق مفتی بہ پر ہوتا ہے نہ کہ غیر مفتی بہ پر۔

غیر مقلد: آپ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شراب حلال ہے۔

سنی: ہماری تعلیم الاسلام سے لیکر ہدایہ کنز الدقائق فتاویٰ شامی عالمگیری الغرض ہماری فقہ کی ساری کتابیں اٹھا کر دیکھیں آپ کو یہ کہیں نہیں ملے گا کہ کسی عالم نے شراب کو حلال کہا ہو۔

غیر مقلد: تم حنفیوں کا کہنا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ و حضرت انسؓ غیر فقیہ تھے جبکہ امام ابو حنیفہ سید الفقہاء تھے کیا یہ توہین صحابہ نہیں ہے؟

سنی: پہلے تو آپ کو اپنی عقل پر ماتم کرنا چاہئے ہماری کتاب میں یہ بات کہیں نہیں لکھی ہوئی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ و انسؓ فقیہ نہیں تھے ہاں صرف اتنا لکھا ہوا ہے کہ وہ معروف بالفقہ نہیں تھے یعنی فقیہ کے ساتھ مشہور نہیں تھے اور امام ابو حنیفہ کو امام اعظم کہنے سے

یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صحابہ کرام سے بڑے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ہمنواؤں میں بڑے ہیں، "کما لا یخفی علی اهل العلم "

غیر مقلد: تم حنفی ہو یا محمدی ﷺ؟

سنی: اگر میں آپ سے پوچھوں کہ آپ ہندوستان کے رہنے والے ہیں یا کسی گاؤں شہر کے تو یقیناً آپ کا جواب ہوگا دونوں جگہ کا رہنا والا ہوں کیونکہ گاؤں یا شہر ہندوستان سے الگ نہیں ہے بلکہ ہندوستان کا بھی ایک حصہ ہیں بس یہی جواب ہمارا بھی سمجھو کہ ہم بھی دونوں ہیں کیونکہ امام ابوحنیفہ کی پیروی درحقیقت محمد عربی ﷺ کی پیروی ہے اسلئے کہ امام صاحبؒ نے قرآن وحدیث کو ہی سامنے رکھ کر مسائل کو نکالا ہے لہذا انکی پیروی دراصل حضور ﷺ کی ہی پیروی ہوگی (شرح تہذیب ص ۳۸)

غیر مقلد: بہشتی زیور میں لکھا ہے اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی سوکھے نجس مقام پر پڑتا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

سنی: بتائیے یہ مسئلہ کس آیت یا کس حدیث صحیح صریح غیر معارض کے خلاف ہے نماز کیلئے طہارت مکان شرط ہے نہ گردونواح۔

سنی: آپ کی کتاب عرف الجادی (ص ۲۱) پر لکھا ہے کہ نماز میں شرمگاہ ننگی رہے تو نماز صحیح ہے اور بدر الاہلہ (۳۹) میں لکھا ہے کہ ... پرکندگی انما ز نماز پڑھے تو بھی نماز صحیح ہے ان مسئلوں کو ذرا ہمیں بھی قرآن وحدیث میں دکھا تا؟

غیر مقلد: فضائل اعمال میں بہت سی حدیثیں ضعیف ہیں اور بہت سی حدیثیں ایسی ہے جن کا حوالہ بھی نہیں اور بغیر حوالہ کے بات مضبوط نہیں ہوتی۔

سنی: رہی بات ضعیف ہونے کی تو محدثین کا اصول ہے کہ ضعیف حدیث فضائل میں معتبر ہیں البتہ مسائل میں معتبر نہیں ہے اور یہ کتاب فضائل میں ہے رہی بات حوالہ کی تو حضرت نے حوالہ دیا ہے مگر آپ کو اس وقت نظر آتا جب آپ آنکھوں سے تعصب کی پٹی ہٹا

کر دیکھتے چنانچہ حضرت شیخ نے فضائل قرآن کے شروع میں صاف لفظوں میں لکھ دیا ہے کہ میں نے احادیث کا حوالہ دینے میں مشکوٰۃ تنقیح الرواۃ مرقاۃ اور احیاء العلوم کی شرح اور منذری کی ترغیب پر اعتماد کیا اور کثرت سے ان سے لیا ہے اب آپ کو جس حدیث کا حوالہ نہ ملے تو ان مذکورہ پانچ کتابوں کی طرف مراجعت کریں اگر وہاں نہ ملے تو کہیں کہ حوالہ نہیں ہے ورنہ بے جا اعتراضات سے گریز کریں۔

غیر مقلد: حضرت شیخ نے حضرت حنظلہؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ جب وہ اپنی بیوی بچوں کے پاس جاتے تو کہتے نافق حنظلہ اور دوسری جگہ لکھا ہے حضرت حنظلہ شادی کے پہلے ہی دن شہید ہو گئے تھے اور غسل جنابت بھی نہ کر پائے تھے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی شادی کے پہلے ہی دن شہید ہو جائے اور اسکے بچے بھی ہوں اور وہ بیوی بچوں میں جائے تو نافق حنظلہ کہے۔

سنی: قصور آپ کا نہیں بلکہ آپ کے مطالعہ کی کمی کا ہے آپ کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ایک نام کے بہت سارے لوگ ہوتے ہیں جن کے بیوی بچوں کا ذکر ہے وہ حنظلہ بن الربیع تھے اور جو شادی کے پہلے ہی شہید ہو گئے تھے، وہ حنظلہ بن مالک ہیں جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا،

غیر مقلد: حضرت شیخ نے فضائل اعمال میں لکھا ہے کہ حضور کا بول و براز پاک ہے۔

سنی: جمہور علماء بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضور کا بول و براز پاک ہے۔

سنی: ہم تو اللہ کے رسول ﷺ کے پاخانہ اور پیشاب کو پاک کہتے ہیں اور جمہور علماء بھی اسی کے قائل ہیں مگر آپ کی کتاب نزل الابرار میں تو تمام حلال و حرام جانور کے پیشاب پاخانہ کو بھی پاک کہا گیا ہے یہ کس قرآن و حدیث میں ہے ذرا ہمیں بھی دکھلانا؟

سنی: آپ کے عالم علامہ وحید الزماں صاحب نزل الابرار (ج ۱ ص ۴۹) پر

کہتے ہیں کہ بعض صحابہ فاسق ہیں کیا یہ صحابہ کی شان میں گستاخی نہیں ہے؟ حدیث میں صاف لفظوں میں موجود ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں جس کی بھی اقتدا کرلو گے راستہ پا جاؤ گے اور آپ کے عالم کہہ رہے ہیں کہ بعض فاسق ہیں میں نے چند علماء غیر مقلدین کی عبارتیں آپ کے سامنے پیش کی مگر یقین مانو اگر ان غیر مقلدین کی بیہودہ اور گندی باتیں تفصیل کے ساتھ ذکر کی جائیں تو ایک بہت بڑا دفتر بھی ناکافی ہوگا۔

مباحثہ علم غیب

علم غیب کی تعریف

غیب کی باتوں کو بلا کسی کنکشن اور واسطے کے جان لیا جائے نہ بیچ میں فرشتہ کا واسطہ ہو اور نہ وحی کا واسطہ ہو۔ اسی طرح نہ کسی ٹیلی فون کے تار کا واسطہ ہو اور نہ موبائل کے ٹاور کا اس میں کوئی دخل ہو۔ اور نہ ہی اللہ اسباب کا دخل ہو۔ غرض کہ کسی قسم کو واسطے اور کنکشن اور آلے کے بغیر غیب کی باتوں کو جاننے کا نام علم غیب ہے۔ (مفتی شبیر صاحب مفتی اعظم مرادآباد شاہی ۱۵۶ اعتراضات کے جوابات ص ۱۵۱)

بریلوی : جنگ بدر میں آپ ﷺ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ فلاں کافر یہاں مرے گا اور فلاں یہاں اور ویسا ہی ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا اگر آپ ﷺ عالم الغیب نہیں ہوتے تو کیسے ایسی چیز کے بارے میں بتلا دیتے جو ابھی ہوئی نہیں ہے ہونے والی ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں۔

سنی : آپ کی دلیل ہی غلط ہے اسلئے کہ آپ کا جو دعوی ہے وہ عام ہے اور آپ دلیل خاص کی دے رہے ہیں آپ کا دعوی ہے کہ دنیا و آخرت کی تمام چیزوں کا علم غیب اللہ

کے رسول ﷺ کو ہے تو دعویٰ آپ کا تمام چیزوں کے بارے میں ہے اور دلیل آپ بعض چیزوں کی دے رہے ہیں اور بعض علم غیب تو ہم بھی اللہ کے رسول ﷺ کے لئے مانتے ہیں تو جب بعض علم غیب پر ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے تو بعض علم غیب پر دلیل دینے کا مطلب ہی کیا آپ کے دعوے میں تمام چیزوں کی قید ہے تو دلیل بھی ایسی دیجئے جس میں تمام چیزوں میں اللہ کے رسول ﷺ کے لئے علم غیب ہونا ثابت ہوتا ہو اسکو ایک مثال سے سمجھئے کوئی آدمی کہے کہ میرے پاس سو روپیہ ہے اور تلاش کرنے کے بعد ۹۹ روپیہ نکلا تو بھلے ننانوے نے تک کا اسکے پاس ثبوت ہے جب بھی وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہوگا کیونکہ اس نے سو روپیہ کا دعویٰ کیا تھا اسی طرح آپ نے اللہ کے رسول ﷺ کے لئے تمام چیزوں کا علم غیب ہونا مانا ہے اور دلیل بعض علم غیب کی دے رہے ہیں تو اس طرح آپ کی دلیل آپ کے دعوے پر فٹ نہیں بیٹھ رہی ہے لہذا جب آپ نے سو فیصد اللہ کے رسول ﷺ کے لئے علم غیب کو مانا ہے تو دلیل بھی ایسی دیجئے کہ جس سے سو فیصد علم غیب ہونا ثابت ہونے کیونکہ اس سے کم ہو حال اگر ہم آپ کو ایسی دلیل دے دیں جس سے پتہ چلتا ہو کہ فلاں چیز کا علم اللہ کے رسول کو نہیں تھا، تو آپ کا سو فیصد محمد ﷺ کے لئے علم غیب ہونے کا دعویٰ ٹوٹ جائے گا اور یہ ثابت ہو جائے گا کہ اللہ کے رسول عالم الغیب نہیں تھے اور دل کے کانوں سے سنئے قرآن میں اللہ تعالیٰ خود کہتا ہے،، وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو،، (الانعام)

ترجمہ: اللہ ہی کے پاس ہے غیب کے خزانے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا دیکھئے اس آیت میں اللہ ہی کہہ رہا ہے کہ غیب کی باتوں کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا تو ہم یہ کیسے مان لیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو بھی علم غیب ہے دوسری جگہ قرآن میں ہے،، وما علمناہ الشعر،، ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھایا تو جب شعر کا علم نہیں تو تمام چیزوں کے جاننے والے کیسے ہوئے۔ حدیث شریف میں ہے۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میرا ایک ہار گم ہو گیا تو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے

صحابہ اسکو تلاش کرنے کے لئے ٹھہر گئے اگر آپ ﷺ عالم الغیب ہوتے اور آپ ﷺ کو تمام چیزوں کا علم ہوتا تو ہار تلاش کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی کیا ایسا بھی کہیں ہوتا ہے کہ ایک آدمی کو تمام چیزوں کا علم ہو اور وہ اسکو تلاش بھی کرے۔ (مسلم شریف ۵ ۱۶۰ء)

دوسری حدیث شریف میں اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ سے فرمایا، لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر، (ابن ماجہ)

ترجمہ : میں نہیں جانتا کہ میں تمہارے درمیان کتنے دن زندہ رہوں گا میرے بعد تم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا اگر آپ ﷺ عالم الغیب ہوتے اور ہر چیز کو جاننے والے ہوتے تو یہ کیوں فرمایا کہ میں نہیں جانتا یہ لفظ ہی اس بات کو بتلاتا ہے کہ آپ ﷺ ہر چیز کے جاننے والے نہیں ہیں مشکوۃ شریف (ج ۲، ص ۲۲۳) کی حدیث میں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو ایک یہودیہ عورت نے آپ ﷺ کی دعوت کی اور بکری کے گوشت میں زہر ملا دیا پہلا لقمہ کھانے کے بعد حضور ﷺ کو پتہ چلا کہ اس میں زہر ہے۔

اس حدیث میں غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر آپ ﷺ کو عالم الغیب مان لیا جائے یعنی تمام چیزوں کا جاننے والا تو مطلب یہ نکلے گا کہ آپ ﷺ نے جان بوجھ کر زہر کھایا حالانکہ زہر کھانا حرام ہے اور اللہ کے رسول ﷺ حرام کام کریں نعوذ باللہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا تو عالم الغیب ماننے سے اللہ کے رسول کے لئے حرام کام کا ارتکاب کرنا لازم آئیگا اسلئے لامحالہ ماننا ہی پڑے گا کہ آپ ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں ایک حدیث میں تو ہے کہ آپ جوتا پہن کر نماز پڑھ رہے تھے تو اللہ رب العزت نے فرشتوں کے ذریعہ بتلایا کہ آپ ﷺ کے جوتے میں ناپاکی لگی ہوئی ہے پھر آپ ﷺ نے جوتا اتار کر نماز پڑھی اگر آپ ﷺ عالم الغیب ہوتے اور ساری چیزوں کا آپ ﷺ کو علم ہوتا تو آپ ﷺ پہلے ہی سے جوتا اتار کر نماز نہ پڑھتے؟

ایک مشہور حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں

نے اپنے آگے قدموں کی آواز سنی تو پوچھا یہ کیسی آواز ہے تو حضرت جبرئیلؑ نے بتلایا کہ یہ بلالؓ کے قدموں کی آواز ہے تو اگر اللہ کے رسول ﷺ عالم الغیب ہوتے ہر چیز کے جاننے والے ہوتے تو حضرت جبرئیلؑ سے پوچھنے کی ضرورت ہی کیا تھی، آیئے آخر میں اللہ کے رسول ﷺ کو عالم الغیب نہ ہونے کی ایک ایسی دلیل پیش کرتا ہوں کہ جس سے باطل کے گھر کو آگ لگ جائے گی خود اگھر کے ہی چراغ سے۔

سنئے ! اور دل کے کانوں سے سنئے مولانا احمد رضا خان صاحب اپنی کتاب الدولۃ المکیہ (ص ۳۲۸) لکھتے ہیں۔

انّا لا ندعی انہ قد احاط بجمیع معلومات اللہ تعالیٰ فانہ محالٌ.

ترجمہ: ہم اس بات کا دعوی نہیں کرتے کہ اللہ کے برابر رسول ﷺ کا علم ہے اسلئے کہ یہ مخلوق کے لئے محال ہے دیکھئے یہاں صاف لفظوں میں احمد رضا خان صاحب نے کہا ہے کہ محمد ﷺ کا علم اللہ کے برابر نہیں ہے اور جب برابر نہیں ہے تو کم ہے اور جب کم ہے تو تمام چیزوں کے جاننے والے نہیں ہوئے اور جب تمام چیزوں کے جاننے والے نہیں ہے تو عالم الغیب بھی نہیں ہیں اب میں اللہ کے رسول ﷺ کو عالم الغیب نہ ماننے کی وجہ سے علماء دیو بند پر کفر کا فتویٰ لگانے والوں سے گزارش کرونگا وہ اپنے امام احمد رضا خان صاحب پر کس چیز کا فتویٰ لگائیں گے کیونکہ وہ بھی اللہ کے رسول ﷺ کو عالم الغیب نہیں مانتے قلم مجھ سے لے لیجئے فیصلہ آپ کردیجئے!

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں	لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

بریلوی : آپ ﷺ نے جہاں کہیں یہ بات کہی ہے کہ مجھے نہیں معلوم یا اللہ نے آپ سے کہلوایا ہے کہ آپ کہہ دیجئے مجھے نہیں معلوم یہ تو تواضعاً ہے نہ کی حقیقتاً۔

سنی: ہر جگہ تو اضع نہیں چلتا تو اضع آداب میں چلتا ہے عبادات میں نہیں مثلاً حضرت اقدس مفتی سعید صاحب پالنپوری سے کوئی کہے کہ حضرت آپ شیخ الحدیث اور

مدرسۃ المدرسین ہیں تو ظاہری بات ہے حضرت تو اضعاً کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں بس مدرسہ والوں نے بنا رکھا ہے حضرت اقدس مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب سے کوئی کہے آپ بہت بڑے شیخ ہیں اور حقیقتاً ایسا ہے بھی مگر وہ تو اضعاً یہی کہیں گے نہیں میں اس لائق نہیں بس لوگ مانتے ہیں مگر جب انہیں دونوں حضرات سے کوئی کہے کہ حضرت چلئے فجر کی نماز کا وقت ہوگیا ہے تو یہاں یہ حضرات یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں اس لائق نہیں یہ بڑوں کا کام ہے کیونکہ نماز کا تعلق عبادات سے ہے ایسے ہی اللہ کے رسول ﷺ نے جہاں فرمایا کہ میں نہیں جانتا اسکا تعلق عبادات سے ہے اور عبادات میں تواضع کا کوئی مطلب ہی نہیں ہے۔

بریلوی : قرآن میں ہے ،، ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیئی ،، ص ۱۴۵

ترجمہ: اور آپ پر اتارا کتاب جو ہر چیز کو بیان کرنے والی ہے۔

اور دنیا کی ہر چیز خدا کی معرفت کا فائدہ دیتی ہے لہٰذا دنیا کی تمام چیزوں کا تعلق دین سے ہوا اور آپ مانتے ہیں کہ جن چیزوں کا تعلق دین سے ہے ان سب کا بیان قرآن میں موجود ہے اور آپ ﷺ پورے قرآن کے عالم ہیں تو آپ کو تمام چیزوں کا علم بھی ہوگا جب تمام چیزوں کا علم آپ ﷺ کے لئے ثابت ہوگیا ہے تو آپ کا عالم الغیب ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

سنی : یتعلق بامور الدین کی جو قید مفسرین نے لگائی ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ بعض چیزیں وہ ہیں جن کا تعلق دین سے نہیں ہے اگر دنیا کی ساری چیزوں کا تعلق دین سے ہوتا تو قید لگانے کی ضرورت ہی کیا تھی میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آسمان کے ستاروں اور زمین کی ذروں کی تعداد معلوم کرنا دینی حیثیت سے ضروری ہے اور کیا آپ قرآن میں دکھلا سکتے ہیں کہ آسمان میں ستارے کتنے ہیں اور زمین کے اندر ذرات کتنے ہیں آپ کا کہنا ہے کہ دنیا کی ہر چیز کا تعلق دین سے ہے میرے اور آپ کے سر کے بالوں کی

مقدار کا دین سے کیا تعلق ہے اسی طرح اس بات کا دین سے کیا تعلق ہے کہ آج کتنی مکھیاں پیدا ہوئیں اور کتنی مریں لہٰذا آپ کا کہنا ہی غلط ہے کہ ہر چیز کا تعلق دین سے ہے بلکہ بعض چیزوں کا تعلق دنیا سے ہے اور قرآن میں جو فرمایا گیا ہے کہ ہر چیز کا بیان ہے وہ دین کے اعتبار سے ہے لہٰذا جب ہر چیز کا تعلق دین سے نہیں ہے تو آپ ہر چیز کے جاننے والے بھی نہیں تو ثابت ہو گیا آپ ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں۔

بریلوی: قرآن میں ہے، عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً الا من ارتضی من رسول،، (پ۲۹ع۱۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا مگر پسندیدہ رسول کو دوسری جگہ ہے، ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء،،

ترجمہ: اللہ اپنے رسولوں میں جس کو چاہتا ہے غیب عطا فرماتا ہے۔

تو دیکھئے یہاں فرمایا گیا ہے کہ پسندیدہ رسول کو اللہ تعالیٰ علم غیب عطا فرماتا ہے اور ساری دنیا پر یہ بات سورج کی طرح ظاہر ہے کہ سب سے پسندیدہ رسول محمد ﷺ ہی ہیں پتہ چلا محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔

سنی: اس آیت کی تفسیر میں امام نسفیؒ فرماتے ہیں کہ ،، لعلم بعض الغیو ب ،، اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ صرف اللہ بعض غیوب کی اطلاع دیتا ہے اور جس کو بعض چیزوں کا علم ہو اسکو عالم الغیب نہیں کہتے بلکہ عالم الغیب اسکو کہتے ہیں جو ساری چیزوں کا علم غیب رکھے اللہ کے رسول ﷺ کے لئے بعض چیزوں کا علم غیب ہونا تو ہم بھی مانتے ہیں اور اسکو ہم معجزہ کہتے ہیں۔

اور دوسری آیت جو آپ نے پیش کی ہے اسکا بھی یہی مطلب ہے چنانچہ علامہ بغویؒ اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اسکی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ،، فیطلعه علی بعض الغیوب ،،

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کو بعض علم غیب پر مطلع فرماتا ہے اور اس پر ہمارا بھی ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لاکھوں کروڑوں غیب کی چیزیں بذریعہ وحی فرمائی ہے لیکن دنیا وآخرت کی ساری چیزوں کا علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی کہہ دیا، «للہ غیب السمٰوات والارض» زمین وآسمان کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اس سے زیادہ صاف روشن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے، لیکن محبت کی آنکھ چاہئے دشمنوں کو تو ہر کمال میں عیب نظر آتا ہے۔

بریلوی: «وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما» ([illegible])

ترجمہ: اے محبوب اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھا دیا ہے جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔

دیکھئے! اس آیت میں لفظ «ما» ہے اور «ما» عموم پر دلالت کرتا ہے لہٰذا اب مطلب ہوگا کہ حضور ﷺ کو جو علم حاصل نہ تھے وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سکھلا دیا جب سب کچھ سکھلا دیا تو عالم الغیب ہو گئے۔

سنی: پہلی بات تو یہ کہ ہر جگہ لفظ ما عموم کے لئے نہیں آتا کیونکہ قرآن میں تمام انسانوں کے بارے میں ارشاد ہے۔

«یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون» ([illegible])

ترجمہ: ہمارے رسول ﷺ کو وہ باتیں سکھاتے ہیں جو تم نہیں جانتے تو یہاں عام لوگوں کے لئے بھی «ما» کا لفظ استعمال ہوا تو کیا وہ بھی عالم الغیب مانو گے ایک جگہ قرآن میں ہے۔

«علمتم مالم تعلموا انتم ولا آبائکم»

ترجمہ: تم کو ان باتوں کا علم دیا گیا جن کو تم نہیں جانتے تھے، اور نہ تمہارے باپ دادا کو، اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کے مخاطب یہودی ہیں تو ان یہودیوں کے لئے ما کا

لفظا استعمال ہونے کی وجہ سے کیا آپ یہودیوں کو بھی عالم الغیب کہو گے؟

بریلوی : قرآن کی جن آیتوں میں ہے کہ صرف اللہ ہی عالم الغیب ہے۔

جیسے ،،وعندہ مفاتیح الغیب لایعلمھا الاھو ،،(سورۃ انعام)

ترجمہ: غیب کے خزانے اللہ کے پاس ہے اسکو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

اس میں محمد ﷺ کی کہاں صراحت ہے کہ محمد ﷺ بھی علم غیب نہیں جانتے ہیں۔

سنی : آپ کا سوال اس قدر مضحکہ خیز ہے کہ کسی جاہل کے منہ سے بھی نہیں نکلنی چاہئے میرے بھائی جب یہ کہہ دیا گیا کہ صرف اللہ ہی کو علم غیب حاصل ہے اسکے علاوہ کسی کو نہیں تو علاوہ میں محمد ﷺ بھی تو داخل ہیں اس میں نام کے ساتھ صراحت کی کیا ضرورت ہے ویسے تو نام کے ساتھ صراحت کسی زید، عمر، بکر، ابرار، اور سلمان کی بھی نہیں تو کیا نام کے ساتھ صراحت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو بھی عالم الغیب مان لو گے؟

بریلوی : حدیث میں ہے،،انّ اللہ رفع لی الدنیا فانّا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانّما انظر الی کفی ھذہ،،(ماخوذ فتوحات نعمانیہ ص ۷۵۴)

ترجمہ: اللہ تعالٰی نے میرے لئے دنیا کو اٹھا کر سامنے کر دیا پس میں دیکھتا ہوں اسکو اوران باتوں کو جو اس میں ہونے والی ہے قیامت تک جس طرح میں دیکھتا ہوں ہاتھ کو دیکھئے۔

!اس جب آپ کسی پر کوئی تبصرہ کیجئے! تو پہلے اپنے سامنے آئینہ رکھ لیا کیجئے! حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ساری دنیا آپ کے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح پیش کر دی گئی اور آپ نے ساری کائنات کا ملاحظہ فرمایا اس سے بڑھ کر حضور ﷺ کے علم غیب کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

سنی : اس حدیث سے تمام چیزوں کا علم تفصیلی مشاہدہ سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اجمالی

مشاہدہ سے ثابت ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہے تو ہتھیلی اس کے رگ وریشہ کا علم نہیں ہوتا آپ نے ہی ہزار بار اپنی ہتھیلی کو دیکھا ہو گا مگر میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ نہیں بتلا سکتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ میں کتنی رگیں ہیں خیر یہ بحث تو ضمنی ہے اصل جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ہی ضعیف ہے لہذا اس سے استدلال کرنا ہی آپ کے لئے صحیح نہیں ہے۔

بریلوی : حدیث شریف میں ہے، مقام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ماترک شیئاً یکون فی مقامہ ذالک الی قیام الساعۃ الی حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ ، (ماخوذ فتوحات نعمانیہ ص/۶۲)

ترجمہ: حضور ﷺ ایک بار کھڑے ہوئے تو کوئی چیز ایسی ہیں چھوڑی جو قیامت تک ہونے والی تھی مگر یہ کہ آپ نے اسکو بیان فرمادیا جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا اور جو بھول گیا تو بھول گیا۔

دیکھئے اس حدیث میں ہے کہ آپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جس کو بیان نہ فرمایا ہو اس حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ کو تمام چیزوں کا علم تھا ورنہ آپ کیسے قیامت تک ہونے والی ساری چیزوں کو بیان فرمادیتے، پتہ چلا آپ ﷺ عالم الغیب ہیں۔

سنی : اس مرتبہ آپ نے جو حضرت حذیفہ کی روایت بیان کی ہے وہ بیشک صحیح ہے لیکن اسکے پیش کرنے سے پہلے کاش آپ اس حدیث کی تشریح اور مطلب بھی دیکھ لیتے، چنانچہ علامہ قاری حنیفؒ نے شرح شفاء میں اس حدیث کے لفظ، ماترک شیأ، (آپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جسکا بیان نہ دیا جائے) کا مطلب بیان فرمایا کہ حضور ﷺ نے اپنے خطبہ میں ضروری چیزیں بیان فرمائیں! یہ علم آپ کو اس وقت ملتا جب آپ علم کے سمندر میں غوطہ زنی کرتے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے ایک باطن آپ نے صرف لفظوں کو دیکھا محدثین کی تشریح نہیں پڑھی تو کہاں سے آپ کو صحیح علم

حاصل ہوگا میں آپ کو ایک ملت کا مشورہ دیتا ہوں کہ سمندر سے اگر ہیرے موتی نکالنا ہے تو اسکی تہہ تک جانا پڑتا ہے اگر آپ اوپر ہی تلاش کرو گے تو مینڈھک ہی ملیں گے آپ ترجمے کے علاوہ بھی محدثین کی تشریحات بھی پڑھ لیا کریں تب ہی آپ کو صحیح علم حاصل ہوگا۔

بریلوی: قرآن میں ہے، وما ھو علی الغیب بضنین،، (التکویر:۲۴)

آپ ﷺ غیب کی باتوں کو بتانے میں بخیلی نہیں کرتے ہیں اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ عالم الغیب ہیں۔

سنی: اس آیت میں بھی تمام علوم مراد نہیں ہیں اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر تمام علوم مراد لیں تو اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ایک ۱۰۰ سورتیں کیوں نازل ہوئیں؟

بریلوی: ،،فتجلی لی کل شئی وعرفت،،

ترجمہ: چنانچہ ہمارے لئے ہر چیز ظاہر ہوگئی اور ہم نے پہچان لیا دیکھئے! یہاں کتنے صاف اور واضح لفظ میں ہے کہ ہر چیز ظاہر ہوگئی جب ہر چیز ظاہر ہوگئی آپ کے لئے تو عالم الغیب ہونا بھی ظاہر ہوگیا آپ کے لئے لہذا ثابت ہوا کہ عالم الغیب ہیں۔

سنی: یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال کرنا ہی درست نہیں ہے چنانچہ امام بیہقی نے اس حدیث کے بعض طرق کو لکھ کر کے ارشاد فرمایا، ،قد روی من طرق کلھا ضعاف وفی ثبوتہ نظر،،

ترجمہ: یہ حدیث کئی سندوں کے اعتبار سے مروی ہے مگر سب سندیں ضعیف ہیں۔

حاضر وناظر

بریلوی: ،،یاایھا النبی انا ارسلنک شاھدا،، (الاحزاب:۴۵)

ترجمہ: اے نبی ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو گواہ بنا کر بھیجا ہے۔

دوسری جگہ ہے، ”انا ارسلنا الیکم رسولاً شاهداً علیکم“ (مزمل:۱۵)

ترجمہ: ہم نے تمہارے پاس گواہی دینے والا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

دیکھیے! ان سب آیتوں میں اللہ کے رسول ﷺ کو گواہ کہا گیا ہے اور کل قیامت کے دن پچھلی تمام امتوں کے بارے میں گواہی دیں گے اور گواہی وہی دیتا ہے جو موقعہ واردات پر حاضر ہو اور وہاں کا معائنہ کیا ہو اگر آپ ﷺ حاضر و ناظر نہ ہوتے تو پچھلی تمام امتوں کے بارے میں گواہی کیسے دیتے یہ گواہی دینا ہی اس بات کی علامت ہے کہ آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں ورنہ کیا مطلب بنتا ہے کہ آپ کہیں موجود بھی نہ ہوں اور وہاں کے بارے میں گواہی دیں؟

الزامی جواب سنی: اگر آپ اللہ کے رسول ﷺ کو شاہد کا لفظ کا استعمال ہونے کی وجہ سے حاضر و ناظر مانتے ہیں تو قرآن میں ساری امت کے بارے میں ہے، ”و کذالک جعلناکم امة وسطاً لتکونوا شهداء علی الناس“

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادی جو نہایت اعتدال پر ہے تا کہ تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ رہو تو یہاں ساری امت کو شاہد اور گواہ کہا گیا ہے تو آپ اگر اللہ کے رسول ﷺ کے لیے شاہداً کا لفظ استعمال ہونے کی وجہ سے حاضر و ناظر کہتے ہو تو پھر ساری امت کو حاضر و ناظر مانو!

تحقیقی جواب سنی: ہر جگہ گواہی دینے کے لئے دیکھنا ضروری نہیں ہے اللہ کے رسول ﷺ گواہی دیں گے اللہ کے قرآن میں پچھلی امتوں کے بارے میں بتلا دینے کی وجہ سے۔

سنی: قرآن میں ہے، ”وما کنت بجانب الغربی اذ قضینا الی موسی الامر وما کنت من الشاهدین“ (سورۂ قصص: آیت ۴۴)

ترجمہ: اور آپ ﷺ نہ تھے مغربی کنارہ پر جب ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا اور نہ آپ ﷺ نے دیکھا تھا!

اگر آپ ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر ہوتے تو اللہ کیوں آپ کو کہتا کہ آپ ﷺ مغربی کنارہ پر نہ تھے اور نہ دیکھتے تھے کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کیا ایک آدمی مغربی کنارہ پر موجود نہ ہو پھر بھی اسکو کہیں گے کہ ہر جگہ موجود ہے۔

ایک مرتبہ حضرت علی گھر سے ناراض ہو کر چلے گئے تو حضور ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا جا کر دیکھو اور تلاش کر دو (بخاری ج ۱ ص ۶۳ ماخوذ آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۶۳) اگر آپ ﷺ حاضر وناظر ہوتے تو تلاش کروانے کی ضرورت ہی کیا تھی خود دیکھ لیتے کہ حضرت علی کہاں ہیں؟

ایک مرتبہ ابو ہریرہ نظر نہ آئے تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا، معن احس الفتی الدوسی، (ابو داؤد ج ۱ ص ۲۹۵ ماخوذ آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۶۳)

ترجمہ: دوسی نوجوان کا کسی کو علم ہے۔

اگر آپ ﷺ حاضر وناظر ہوتے تو خود دیکھ لیتے کہاں ہے کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی کیوں پڑی؟

سنی: قرآن میں ہے،، الم تر کیف فعل ربک بعاد،، (پ ۳۰ سورۃ فجر)

ترجمہ: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ قوم عاد کے ساتھ آپ کے رب نے کیسا معاملہ کیا۔

دیکھئے! اس آیت میں اللہ کے رسول ﷺ سے اس انداز سے سوال کیا جا رہا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے آنکھوں سے دیکھا ہو حالانکہ یہ آپ ﷺ سے پہلے کا واقعہ ہے یہ سوال ہی بتاتا ہے کہ آپ ﷺ نے ہر چیز کو دیکھا ہے جب ہر چیز کو دیکھا ہے تو حاضر وناظر ہونا آپ ﷺ کے لئے ثابت ہو گیا ہے۔

الزامی جواب سنی: قرآن میں ہے،، الم تروا کیف خلق السموات

والارض ۔(۱۲سورۃ الطلاق آیت ۱۲)

اس آیت میں اللہ نے تمام انسانوں کو الم تر و سے خطاب کیا ہے حالانکہ جس وقت اللہ تعالیٰ سات آسمان بنائے اور زمین بنائے تھے اس وقت انسان کا وجود بھی نہ تھا تو آپ اگر الم تر کے لفظ کی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں تو ساری امت کو بھی مانو کیونکہ ان کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

تحقیقی جواب سنی : جس طرح رویت کے معنی دیکھنے کے آتے ہیں اسی طرح رویت کے معنی جاننے اور معلوم کرنے کے بھی آتے ہیں اور جہاں کہیں قرآن میں نبی ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا گیا کہ " الم تر " وہاں آنکھوں سے دیکھنا مراد نہیں بلکہ دل کی رویت اور علم مراد ہے۔(امام الادب کی کتاب المعولی ۔ ص/ ۷۰ مجھ پہ موجود ہے)

بریلوی: حدیث شریف میں ہے جب فرشتے قبر میں میت سے سوال کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں، ما کنت تقول فی ھذہ الرجل محمداً،،

ترجمہ: اس محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتے تھے۔

تو دیکھئے! اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ کے لئے ہذا کا استعمال ہوا ہے اور ہذا اسم اشارہ قریب کے لئے ہوتا یعنی جو چیز سامنے موجود ہو پتہ چلا کہ آپ ﷺ میت کے پاس موجود ہوتے ہیں اور دنیا میں ہر جگہ میت ہوتی ہے تو ہر جگہ آپ ﷺ کو موجود بھی ماننا پڑے گا جب ہر جگہ موجود ہیں تو حاضر و ناظر ہونا بھی آپ ﷺ کے لئے ثابت ہو گیا۔

سنی : ہر جگہ ہذا اسم اشارہ قریب کیلئے نہیں ہوتا ہے اگر کوئی چیز دور ہو اور آنکھوں سے نظر آ رہی ہو تو اسکے لئے بھی ہذا اسم قریب کا استعمال ہوتا ہے۔

جیسے آسمان! جتنی دوری پر ہندوستان سے مدینہ ہے اس سے کئی گنا دوری پر آسمان ہے لیکن پھر بھی لوگ اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں حالانکہ وہ بہت دور ہے لیکن پھر بھی لوگ لفظ یہ (ہذا) اسم اشارہ قریب کا استعمال کرتے ہیں کیونکہ وہ آنکھوں سے نظر آنے

کی وجہ سے اسم اشارہ قریب کے درجے میں ہو گیا ایسے ہی اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے سے ساری چیزیں ہٹا دی جاتی ہے تو آنکھوں سے آپ نظر آنے لگتے ہیں تو آنکھوں سے نظر آنے کی وجہ سے آپ کے لئے اسم اشارہ قریب کا استعمال ہوا ہے جیسا کہ آسمان کے لئے ہوا ہے اور جیسے مختلف جگہوں کے لوگ ایک ہی وقت میں آسمان کا نظارہ کرتے ہیں ایسے ہی مختلف جگہوں کی میت کو اللہ کے رسول کا دیدار کرایا جاتا ہے۔

بریلوی: حضور ﷺ نے فرمایا جو ہم پر ہماری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے تو ہم خود سن لیتے ہیں اور جو شخص دور سے بھیجتا ہے تو ہم کو پہونچایا جاتا ہے تو دیکھئے! یہاں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ہم خود سن لیتے ہیں اگر حاضر وناظر نہیں ہوتے تو کیوں کر سن لیتے؟

سنی: پہلے جملے کو تو آپ ﷺ نے دیکھ کہ خود سن لیتے ہیں مگر دوسرا جملہ بھول گئے دوسرا جملہ ہے کہ اگر کوئی دور سے بھیجتا ہے تو مجھے پہونچایا جاتا ہے۔ اگر آپ ﷺ حاضر وناظر ہوتے تو دور کی بھی سن لیتے پہونچانے کا کیا مطلب دوسری بات اگر آپ ﷺ حاضر وناظر ہیں تو دور اور قریب کا مطلب ہی کیا اسلئے کہ جو ہر جگہ حاضر وناظر ہو اسکے لئے تو ہر جگہ قریب ہونی چاہئے دور کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا حدیث میں دور اور قریب کا لفظ استعمال ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ حاضر وناظر نہیں ہیں۔

سنی: آپ کہتے ہو کہ اللہ کے رسول ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں دوسری طرف کہتے ہو کہ جب ہم صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں تو حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں جب ہر جگہ موجود ہیں تو تشریف لانے کا کیا مطلب ہے؟

عبارات اکابر

بریلوی: آپ کے مولانا قاسم نانوتویؒ نے ختم نبوت کا انکار کیا ہے۔

سنی: حضرت قاسم نانوتوی نے نبوت کا انکار نہیں کیا ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اگر بالفرض کوئی نبی آپ ﷺ کے بعد آئے تو بھی آپ ﷺ کی ختم نبوت میں فرق نہیں پڑے گا حضرت قاسم نانوتوی نے بالفرض کی قید لگائی ہوئی ہے اور بالفرض حقیقت نہیں ہوتا بس فرضی ہوتا ہے اگر انہوں نے بالفرض کی قید نہ لگائی ہوتی تو کسی حد تک آپ کا اعتراض صحیح ہوتا بہر حال اگر آپ فرضی چیز کو حقیقت پر محمول کر کے مولانا پر کفر کا فتویٰ لگا رہے ہو تو میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرضی طور پر کہا ہے، "لو کان بعدی لکان عمر،، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے دیکھئے! اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اپنے بعد بالفرض نبی آنے کو کہا ہے تو آپ اللہ کے رسول ﷺ پر کیا حکم لگائیں گے؟

قرآن میں ہے، "ولئن اتبعت اھواء ھم من بعد ما جائک من العلم انک اذا لمن الظالمین،، (پ ۲، بقرہ)

ترجمہ: اگر آپ ﷺ ان کی اتباع کر لیتے ہدایت آجانے کے بعد تب تو آپ یقیناً ظالمین میں سے ہوتے۔

اگر آپ فرضی کو حقیقت پر محمول کرتے ہو تو کیا نعوذ باللہ آپ اللہ کے رسول ﷺ کو ظالم کہو گے بس میں آپ سے یہی کہوں گا کہ،

بریلوی: مولانا رشید احمد صاحب نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو جھوٹا کہا ہے کیا یہ کفریہ الفاظ نہیں ہیں؟

سنی: ایک کہاوت مشہور ہے کہ چور مچائے شور یعنی اس سے پہلے کہ لوگ آپ کو چور کہیں آپ دوسروں کو چور کہنا شروع کر دیں تا کہ لوگ آپ کو چور سمجھنے کے بجائے جس کو آپ چور کہہ رہے ہیں اسی کو لوگ چور سمجھنے لگیں گے یہی حال علماء بریلی کا ہے اللہ کو جھوٹا علماء بریلی

نے کہا ہے علماء دیوبند نے نہیں چنانچہ آپ کے بریلی عالم کی کتاب میں لکھا ہے اللہ نے حضرت آدمؑ سے جھوٹ بولا مقیاس النور (ص ۱۹۶) رہی بات مولانا رشید احمد کے سلسلے میں کہ انہوں نے اللہ کو جھوٹا کہا تو یہ بالکل سفید جھوٹ ہے مولانا رشید احمدؒ پر اگر بریلی کے تمام کے تمام چھوٹے بڑے شیاطین الانس والجن مل کر بھی زور لگائیں تو بھی مولانا رشید احمدؒ کی بلکہ ان کے کسی شاگرد اور خادم کی کتاب میں بھی یہ بات نہیں دکھلا سکتے ہیں۔

بریلوی : حضرت تھانویؒ نے حضور ﷺ کے علم کے بارے میں فرمایا کہ ایسا علم تو انسانوں اور جانوں کو بھی حاصل ہے کیا یہ الفاظ کفر نہیں ہے:

سنی : حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے مقدار کے اعتبار سے نہیں کہا ہے بلکہ اطلاق کے اعتبار سے کہا ہے مثلاً (۱۰۰) کا بعض (۹۰) بھی ہے اور (۱۰۰) کا بعض دس بھی ہے تو دیکھئے! (۹۰) کے لئے بھی (۱۰۰) کا بعض ہونے کا اطلاق ہو رہا ہے اور دس کے لئے بھی سو کا بعض ہونے کا اطلاق ہو رہا ہے تو بعض ہونے کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں کہ دس کو بھی سو کا بعض کہا جاتا ہے اور (۹۰) کو بھی (۱۰۰) کا بعض کہا جاتا ہے ہاں البتہ مقدار اور گنتی کے اعتبار سے ۹۰، ۱۰ سے زیادہ ہے اور حضرت نے جو برابر کہا ہے وہ اطلاق کے اعتبار سے ہے نہ کہ مقدار کے اعتبار سے رہی بات مقدار اور گنتی کے اعتبار سے تو اس میں ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ کے بعد اگر کسی کو زیادہ علم ہے تو وہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے بہر حال یہ باریکی فرق سمجھنے کے لئے حضرت تھانویؒ کی طرح آپ کو بھی علم کے سمندر میں غوطہ زنی کرنی ہوگی تبھی آپ ان کی عبارت کو سمجھ سکتے ہو! کیونکہ وہ ذرا اونچے لیول پر بات کرتے ہیں اور ان کی بات سمجھنے کے لئے آپ کو اپنی سمجھ دانی نیچے لیول سے اٹھا کر اونچے لیول پر لیجانے کی ضرورت ہے یہ آپ کو ایک سنت کا مشورہ ہے۔

سنی: آپ کے اعلیٰ حضرت نے کہا ہے کہ "من شک فی کفرہ فقد کفر"

ترجمہ: جو ان دیوبندیوں کے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر۔

تو جب اعلیٰ حضرت نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کی عبارت اپنے دوست مولانا عبدالہادی کو دکھائی تو انہوں نے کہا مجھے اس میں کفر نظر نہیں آتا میں پوچھتا ہوں آپ نے اپنے اصول (من شک فی کفرہم) کے تحت ان پر کفر کا فتوی کیوں نہیں لگایا آخر یہ دورنگی کیوں؟

دورنگی چھوڑ دے ایک رنگی ہوجا
سراسر موم ہوجا یا سنگ ہوجا

بریلوی: کوئی اعلیٰ حضرت ہی نے نہیں بلکہ علماء حرمین نے بھی تو علماء دیوبند کو کافر کہا ہے؟

سنی: علماء حرمین کے سامنے علماء دیوبند کے عبارات کو کاٹ چھانٹ کر اور کہیں بالکل جھوٹ بول کر پیش کیا گیا تھا علماء حرمین کو حقیقت حال معلوم نہیں تھی کہ عبارات کو کاٹ چھانٹ کر اور جھوٹ بول کر پیش کیا جا رہا ہے تو انہوں نے اس کو حقیقت سمجھ کر کفر کا فتوی لگا دیا لیکن جب پھر علماء حرمین نے علماء دیوبند کے پاس وہ سوالات بھیجے تاکہ پتہ لگائیں کہ کس حد تک یہ عبارات صحیح ہے تو علماء دیوبند نے اس کا جواب دیا پھر علماء حرمین کو صحیح حقیقت حال کا پتہ چلا اور انہوں نے علماء دیوبند سے کفر کے فتوے واپس لئے اور صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ علماء دیوبند سچے پکے مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔

قارئین! کرام کیسے عبارات کو آگے پیچھے سے کاٹنے اور چھانٹنے سے عبارت کا مطلب بدل جاتا ہے اس کو میں مثال سے سمجھاتا ہوں قرآن میں ہے،، لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکاری،،

ترجمہ: نماز کے قریب مت جاؤ نشہ کی حالت میں۔

اب اگر کوئی وانتم سکاری کے لفظ کو کاٹ کر صرف لاتقربوا الصلوۃ پیش کرے

اور کہے کہ دیکھو! قرآن میں لکھا ہے نماز کے قریب مت جاؤ لہذا نماز معاف! تو کیا یہ بات صحیح ہوگی بالکل نہیں کیونکہ وہ انعم سکاری کے لفظ کو کاٹ کر پیش کر رہا ہے اسی لئے غلط معنی پیدا ہو رہا ہے۔

قرآن میں ہے، "قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلثۃ،،

ترجمہ: یہودیوں نے کہا اللہ تین ہیں۔

اب اگر کوئی قالوا کے لفظ کو چھوڑ کر صرف اتنا کہے کہ دیکھو قرآن میں ہے انّ اللّٰہ ثالث ثلثۃ (اللہ تین ہیں) تو کیا بات صحیح ہوگی بالکل نہیں کیونکہ اس نے قالوا کے لفظ کاٹ کر عبارت کو پیش کی ہے اسی لئے غلط معنی پیدا ہو رہا ہے ایسے ہی علماء دیوبند کے عبارات کو کاٹ چھانٹ کر اعلیٰ حضرت نے علماء حرمین کے سامنے پیش کیا تھا اور کہیں بالکل سرے سے ہی جھوٹ بولا تھا، جیسے مولانا رشید احمدؒ کے بارے میں کہا تھا کہ وہ اللہ کو جھوٹا کہتے ہیں حالانکہ مولانا نے کہیں بھی یہ بات نہیں لکھی ہے کہ اللہ جھوٹا ہے تو اسی طرح عبارات کانٹ چھانٹ کر اور کہیں بڑھا چڑھا کر اور کہیں بالکل جھوٹ بول کر علماء حرمین کے سامنے پیش کیا گیا تھا جس کی بنیاد پر انہوں نے کافر کہا لیکن جب وہ حقیقت حال سے واقف ہوئے تو انہوں نے اپنے فتووں کو واپس لے لیا اور اعلیٰ حضرت کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اور آخر کار "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مصداق بن گئے۔

سنی: (۱) آپ کی کتاب دیوان محمدی (ص ۷۸) میں لکھا ہے اللہ سے ملتی ہے تصویر میرے پیر کی۔

(۲) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ قرآن دیوانے اور کتا بھی نازل کر سکتا ہے۔ (عباس حمیدہ ص ۲۳۳)

(۳) ایک کتاب میں ہے شیطان کی آواز سے حضور ﷺ کی آواز ملتی تھی۔

(۴) ایک کتاب میں ہے کہ آدم ننگی ہو دیکھتے تھے۔ (رسالہ ص ۳۲ ماخوذ مسلک اہل حضرت)

(۵) ایک کتاب میں ہے (نعوذ باللہ) لکھا ہے کہ حضور ﷺ جاہل تھے۔ (نعمت مسلک پرآن ۱۴۰ ور ص ۲۷، ماخوذ مسلک اہل حضرت)

(۶) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ حضور ﷺ کا ہی نام ہے (تفسیر نعیمی ج ۶ ص ۲۴۸ ماخوذ مسلک اہل حضرت)

(۷) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ آسمان کا کام اللہ کرتے ہیں مشکل اولیاء اللہ کرتے ہیں۔ (ازلۃ الریب ص ۲۷۶ ماخوذ مسلک اہل حضرت)

(۸) ایک کتاب میں لکھا ہے محمد ﷺ نے نبوت سے پہلے حرام کام کیے (۱۵ تقریریں ص ۲۵۷ ماخوذ مسلک اہل حضرت)

(۹) ایک کتاب میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ ہم بریلوی اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کو نبیوں سے بڑھ کر مانتے ہیں۔ (رہنمائی مسائل ۸ نمبر ص ۲۴۲ ماخوذ مسلک اہل حضرت

اب میں علماء دیوبند کو کافر کہنے والے ان رضا خانیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں جن کو دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھوں کا شہتیر نظر نہیں آتی وہ اپنے ان علماء کے بارے میں کیا کہیں گے کیا یہ کفر یا انتہا نہیں ہے"

اب آپ کی وہ بندوق جس سے جب چاہتے ہیں جہاں چاہتے ہیں دوسروں پہ کفر کا فتویٰ داغ دیتے ہو وہ بندوق کہاں گئی؟

اپنی ہی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

الحمدللہ تمت بالخیر

نوٹ: انشاء اللہ عبارات اکابر پر مزید اضافہ ہوگا۔